بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ و علی آلک و اصحابک و اہل بیتک یا حبیب اللہ

فدک اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا.....؟؟

تحریر:

العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

03468392475:Whatsap nmbr

شیعہ رافضی نیم رافضی تحریر میں یا تقریر میں کہے کہ!

فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق تھا جو ابو بکر صدیق رضی اللہ نے کھایا۔یا کہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے جو حدیث بیان کی کہ انبیاء کرام کی مالی وراثت نہیں ہوتی یہ صرف سیدنا ابو بکر صدیق سے ہی مروی ہے کسی اور نے یہ حدیث نہیں سنائی۔ہذا سیدنا ابو بکر سے سننے اور لاگو کرنے میں خطاء ہوئی۔یا کہے کہ بخاری میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر ناراض رہیں اس لیے سیدہ کا جنازہ رات و رات سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے پڑھایا۔یا کہے کہ اہلبیت کو سیدہ فاطمہ کو سیدنا علی کو دھمکیاں دی گئیں ان کا گھر جلایا گیا... سیدہ فاطمہ کے پیٹ میں مکہ مار کر بچہ شہید کیا گیا محسن جس کا نام رکھنا رکھنا تھا۔کہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے خود اعتراف کیا کہ کاش میں سیدہ فاطمہ کے گھر کی بے حرمتی نہ کرتا۔

تو **ان سب جوابات کے لیے اسے یہ رسالہ بھیج دیجئے** انشاءاللہ عزوجل اگر حق پسند ہوا تو توبہ تائب ہو جائے گا ورنہ منہ بند تو ضرور ہو گا ان شاء اللہ عزوجل....اگر پھر بھی بکتے رہے تو عوام کم سے کم اصل حقائق اس رسالے میں پڑھ کر ہدایت پے رہیں۔

کیونکہ اس رسالے میں آپ پڑھ سکیں گے کہ!

1 سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ فدک نہیں دیا۔

2...وہ حدیث جو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے سنائی وہ حدیث صرف سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے نہیں بلکہ اس کے کم و بیش 14 راوی ہیں۔

3....سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدہ فاطمہ کا رضی اللہ تعالی عنہا کا حق نہیں کھایا اگر سیدنا ابو بکر صدیق پر اعتراض کروگے تو سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ پر بھی اعتراض ہو گا کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی سیدہ فاطمہ کے وارثوں میں یہ باغ فدک تقسیم نہیں کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا علی نے بھی سیدنا ابو بکر صدیق کے فیصلے کو جاری رکھا تو کیا سیدنا علی کے متعلق کہو گے کہ اس نے حق کھایا.....؟؟

4....بعض علماء کے مطابق سیدہ فاطمہ کو جب حدیث پاک سنائی گئی تو اپ نے تسلیم کر لیا اور کوئی ناراضگی وغیرہ نا فرمائی... لیکن بعض علماء فرماتے ہیں کہ روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حدیث سننے کے بعد حدیث کی تاویل کی اجتہاد کیا، لیکن سیدہ پاک کے اجتہاد کو کسی صحابی اہل بیت نے قبول نہیں کیا اور سیدنا صدیق اکبر نے تو اجتہاد نہیں کیا انہوں نے حدیث پاک پر عمل کیا لہذا سیدنا ابو بکر صدیق سے خطا نہیں ہوئی بلکہ عین ممکن ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے اجتہادی خطا ہوئی ہو بعض علماء کے مطابق.....!!

5 بخاری میں جو ہے کہ سیدہ فاطمہ ساری عمر ناراض رہیں اور ان کا جنازہ سیدنا علی نے پڑھایا اور سیدنا ابو بکر صدیق کو خبر نہ ہونے دی یہ بخاری کی حدیث نہیں ہے بلکہ زہری کا تفرد اضافہ ادراج وہم ہے جسکی متصل صحیح سند ہی نہیں لیھذا یہ زہری کا قول مردود و باطل ہے۔

6.....بالفرض اگر مان لیا جائے کہ سیدہ فاطمہ کچھ عرصے کے لیے ناراض ہوئی تھیں تو سیدنا ابو بکر صدیق نے انہیں منا لیا تھا اور ان سے راضی ہو گئی تھی اور یہ روایتوں سے ثابت ہے.... اور ایک مضبوط قول کے مطابق جس کے تقریبا 14، 15 حوالے ہیں اس کے مطابق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا جنازہ پڑھایا۔

7.....یہ جھوٹ ہے کہ باغ فدک وغیرہ سے اہل بیت عظام کو کچھ نہ دیا گیا بلکہ سچ یہ ہے کہ ان کی بحکم نبوی ملکیت میں کچھ نہیں دیا گیا لیکن باغ فدک وغیرہ سے خرچہ اہل بیت کا اٹھایا جاتا تھا خرچہ ان کا وہاں سے پورا کیا جاتا تھا۔

8....شیعہ کتابوں سے بھی ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مالی میراث ورثہ کچھ بھی نہیں تھا۔

9....سیدہ پاک فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا ناراض نہ ہوئی تھیں لیکن بالفرض اگر وہ ناراض ہو بھی گئیں تو وہ سیدنا علی سے بھی ناراض ہوئی ہیں اور اسی طرح رسول پاک نے دیگر کے متعلق بھی فرمایا ہے کہ جس نے فلاں کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا تو ان سب کے بارے میں کیا کہو گے کہ سب نعوذ باللہ رسول پاک کو ناراض کرنے والے تھے سیدنا علی اور سیدنا ابو بکر...؟؟ ہر گز نہیں بلکہ یہ کہیں گے کہ ناجائز کام کر کے یا ناحق ناراض کیا تو یہ وعید ائے گی ورنہ نہیں آئے گی۔

10....یہ سب من گھڑت کہانی ہے کہ سیدہ فاطمہ کا گھر جلایا گیا ان کی پیٹ میں مکہ مارا گیا نعوذ باللہ یہ سب جھوٹ ہے۔اور نہ ہی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ کی گھر کی بے حرمتی کی ہو۔

کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض رہ کر وفات پاگئیں...؟؟ کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شہید کیا...؟؟اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کا جنازہ کس نے پڑھایا؟

خلاصہ:

سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا سیدنا صدیق اکبر سے ناراض نہ ہوئی تھیں،اگر ذرا سا ناراض یا خفاء ہوئیں بھی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راضی کر لیا تھا،اور سنی شیعہ تمام کتب سے ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی مالی میراث نہ تھی، سیدہ فاطمہ نے جو باغ فدک کا مطالبہ کیا تھا تو یہ شاید لاعلمی بے توجہی یا غلط فھمی یا اجتہاد تھا لیکن جب سیدہ پاک کو حدیث پاک سنادی گئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا جو مال ہے وہ سب صدقہ ہے،اس میں میراث جاری نہ ہو گی۔

یہ حدیث پاک سن کر سیدہ فاطمہ نے اسکے بعد کبھی مطالبہ نہ کیااور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت میں اس باغ کو میراث کے طور پر تقسیم نہ کیا، ہاں سیرتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ وغیرہ بغیر مالک بنائے محض خرچہ چلانے کے لیے اس باغ سے نفع سیدہ فاطمہ سیدنا علی اور سید عالم کی ازواج مطہرات وغیرہ کو دیا کرتے تھے... تھوڑی سی ناراضگی تو سیدنا علی سے بھی سیدہ فاطمہ کی ہوئی تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ سیدنا علی اور سیدنا صدیق اکبر نے جان بوجھ کر یا ناحق ناراض کیا اور جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو فاطمہ کو ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا اس سے مراد یہی ہے کہ ناحق ناراض

کرے گا یا پھر جان بوجھ کے ناراض کرے گا۔

جبکہ کسی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو ناحق یا جان بوجھ کر ناراض نہ کیا.....اور ایک مضبوط قول کے مطابق سیدہ فاطمہ کا جنازہ بھی سیدنا صدیق اکبر نے پڑھایا اور وہ جو کہا جاتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے مکا مارا اور سیدہ کے پیٹ میں بچہ شہید ہو گیا اور سیدہ کا گھر جلایا وغیرہ وغیرہ یہ سب شیعہ کے جھوٹ اور بہتان تراشیں ہیں

سوال

ایک درگاہ شریف سے ایک پیر صاحب نے مسیج کیا اور اسکا تحقیقی علمی جواب لکھنے کا حکم فرمایا۔

سوال کا خلاصہ یہ تھا کہ:

علامہ صاحب شیعہ رافضی کہتے ہیں کہ تمہاری کتابوں میں ہے کہ جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کیا اور تمہاری کتابوں میں ہے کہ فاطمہ ابو بکر سے ناراض ہو رہ کر وفات پا گئیں... شیعہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ بخاری مسلم میں ہے کہ سیدہ کا جنازہ سیدنا علی نے پڑھایا اور ابو بکر و عمر کو خبر تک نہ ہونے دی، راتوں رات دفن کر دیا۔

نیز یہ بھی بتائیے کہ سیدہ کی وفات کیسے ہوئی...؟؟ شیعہ کہتے ہیں کہ میزان الاعتدال اور ملل اہلسنت کتب میں ہے کہ سیدہ کو عمر نے مکا مارا جس سے انکی شہادت ہوئی....؟؟ مدلل لکھیں

جواب وتحقیق.......!!

پہلی بحث: کیا سیدہ ناراض تھیں یا رہیں۔

اول بات تو یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ناراض نہ ہوئیں تھیں، بعض کتب میں جو مہاجرت وترک کلام لکھاہے اسکا معنی علماء نے یہ لکھاہے کہ فدک وغیرہ کے متعلق کلام ترک کردیا مطالبہ ترک کر دیا...(دیکھیے ارشاد الساری شرح بخاری5/192 ، عمدۃ القاری15/20وغیرہ کتب)

بالفرض اگر سیدہ فاطمہ ناراض بھی ہوئی تھیں تو سیدنا ابو بکر نے انہیں منالیاتھاراضی کر لیاتھااور سیدہ فاطمہ راضی ہو گئ تھیں۔

ترضاها حتى رضيت

سیدنا صدیق اکبر بی بی فاطمہ کو مناتے رہے حتی کہ سیدہ فاطمہ راضی ہو گئیں

(سنن کبری بیہقی12735عمدۃ القاری15/20,السیرۃ النبویہ ابن کثیر4/575)

سیدنا علی راضی سیدہ فاطمہ راضی، ہدایت ملے ورنہ جل بھن جائے رافضی نیم رافضی......!!

ابوبكر...فرضيت عنه

فاطمہ ابو بکر(کی وضاحت،اظہار محبت کے بعد)راضی ہو گئیں(شیعہ کتاب شرح نہج بلاغۃ2/57)

امام قسطلانی فرماتے ہیں:

معنى قول فاطمة لأبي بكر وعمر: لا أكلمكما أي في هذا الميراث.....وأما هجرانها فمعناه انقباضها عن لقائه لا الهجران المحرم من ترك السلام ونحوه ...والهجران المحرم إنما هو أن يلتقيا فيعرض هذا وهذا

سیدہ فاطمہ نے جو فرمایا کہ میں بات نہ کروں گی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب باغ فدک وغیرہ کے متعلق بات و مطالبہ نہ کروں گی... کچھ روایات میں جو ہے کہ سیدہ فاطمہ نے مہاجرت (قطع تعلقی) کرلی (تو یہ راوی کا وھم ہے، حقیقت یہ ہے کہ) اسکا معنی یہ ہے کہ اس کے بعد ملاقات بحث و مباحثہ وغیرہ سب کچھ کی نوبت ہی نہ ائی، قطع تعلقی تو یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ملاقات ہو اور سلام دعا نہ کریں یہ حرام ہے۔

(ارشاد الساری شرح بخاری 5/192 ملتقطا)

امام ابن ملقن فرماتے ہیں:

وإنما كان هجرانها له انقباضًا عن لقائه وترك مواصلته. وليس هذا من الهجران المحرم، وإنما المحرم من ذَلِكَ أن يلتقيا فلا يسلم أحدهما على صاحبه. ولم يرو واحد أنهما التقيا وامتنعا من التسليم،ولسنا نظن به إضمار الشحناء والعداوة، وإنما هم كما وصفهم الله رحماء بينهم.وروي عن علي أنه لم يغير شيئًا من سيرة أبي بكر وعمر بعد ولايته في تركة رسول الله - صلى الله عليه وسلم -، بل أجرى الأمر فيها على ما أجرياه في حياتهما

کسی بھی روایت میں یہ نہیں ہے کہ سیدہ فاطمہ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی آپس میں ملاقات ہوئی ہو اور ان دونوں نے سلام دعا نہ کی ہو، جب ایسا ثابت نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ قطع تعلقی نہیں ہوئی تھی، قطع تعلقی تو یہ ہے کہا آپس میں ملیں لیکن سلام دعا نہ کریں۔

اور ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم وہم و گمان کرتے پھریں کہ ان کے درمیان نفرت و دشمنی تھی۔

آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تواپس میں بہت رحم دل اور محبت کرنے والے تھے، ہاں پہلی ملاقات کے بعد دوسری ملاقات بحث و مباحثہ مطالبہ وغیرہ کی نوبت ہی نہیں ائی تھی(جسے راوی کو وھم ہوا کہ قطع تعلقی کی)۔

نیز سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی مروی ہے کہ اپ نے سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی سیرت و فیصلوں پر عمل کیا اور باغ فدک وغیرہ کے معاملے میں بھی وہی کچھ جاری رکھا جو ان دونوں نے جاری کیا تھا۔ (التوضیح شرح جامع صحیح 18/373 ملتقطا)

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

إِنَّمَا كَانَتْ هِجْرَتُهَا انْقِبَاضًا عَنْ لِقَائِهِ وَالِاجْتِمَاعِ بِهِ وَلَيْسَ ذَلِكَ مِنَ الْهُجْرَانِ الْمُحَرَّمِ لِأَنَّ شَرْطَهُ أَنْ يَلْتَقِيَا فَيُعْرِضُ هَذَا وَهَذَا

(کچھ روایات میں جو ہے کہ) سیدہ فاطمہ نے مہاجرت (قطع تعلقی) کر لی (تو یہ راوی کا وھم ہے، حقیقت یہ ہے کہ) اسکا معنی یہ ہے کہ اس کے بعد ملاقات بحث و مباحثہ وغیرہ سب کچھ کی نوبت ہی نہ ائی، قطع تعلق کی تو یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ملاقات ہو اور سلام دعا نہ کریں یہ حرام ہے۔(فتح الباری شرح بخاری 6/202)

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

وأنها لما بلغها الحديث أو بين لها التأويل تركت رأيها إذ لم يكن بعد

ولا أحد من ذريتها فی ذلك طلب بالميراث، وإذ قد ولی علی - الأمر فلم يعدل به عما فعل فيه أبو بكر وعمر

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے باغ فدک وغیرہ کا مطالبہ کیا تھا مگر جب انہیں حدیث پاک بتائی گئ تو سیدہ نے اپنی رائے اپنے فیصلے مطالبے سے رجوع کرلیا، اسکی دلیل یہ بھی ہے کہ اس کے بعد انکی اولاد نے یا سیدنا علی نے بطور میراث مطالبہ نہیں کیا حالانکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو کچھ بھی کرسکتے تھے مگر پھر بھی باغ فدک وغیرہ میں وہی طریقہ و فیصلہ جاری رکھا جو سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما نے جاری کیا تھا۔
(اکمال المعلم شرح صحیح مسلم 6/81)

امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

إِنَّمَا كَانَ هجرها انقباضاً عَن لِقَائِه وَترك مواصلته، وَلَيْسَ هَذَا من الهجران الْمحرم، وَأما الْمحرم من ذَلِك أَن يلتقيا فَلَا يسلم أَحدهمَا على صَاحبه وَلم يرو أحد أَنَّهُمَا التقيا وامتنعا من التَّسْلِيم....لما ولي عَليّ، رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ، لم يُغير هَذِه الصَّدَقَة عَمَّا كَانَت فِي أَيَّام الشَّيْخَيْنِ

پہلی ملاقات کے بعد دوبارہ ملاقات بحث مباحثہ وغیرہ کی نوبت نہ آئی تھی تو ملاقات نہ ہو پائی (اس سے راوی کو وھم ہوا کہ قطع تعلقی ہوئی) حالانکہ یہ قطع تعلقی نہیں، گناہ نہیں، قطع تعلقی و گناہ تو یہ ہے کہ ملاقات ہو اور دعا سلام نہ ہو اور کسی بھی روایت میں نہیں کہ سیدہ فاطمہ و سیدنا ابو بکر صدیق کی ملاقات ہوئی ہو اور سلام دعا نہ ہوئی ہو.....نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ نے فدک وغیرہ میں سیدنا ابو بکر و عمر کے فیصلوں کو نہ

بدلہ بلکہ وہی جاری رکھے

(عمدۃ القاري شرح صحيح البخاري 15,21/20 ملتقطا)

سیدنا صدیق اکبر کی اہلبیت سے محبت و خدمت کی ایک جھلک ملاحظہ کیجیے......!!

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : " لَا نُورَثُ ؛ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ". إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ، وَاللَّهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کرام کی کوئی مالی وراثت نہیں ہے ہم جو کچھ مال چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ الِ رسول، اہل بیت رسول کو (اسی طرح) خرچہ ملا کرے گا (جیسے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خرچہ دیا کرتے تھے)... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی کہ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار اور ان کی آل اولاد وغیرہ مجھے میری آل اولاد سے زیادہ محبوب و عزیز ہیں کہ میں آل رسول پر خرچ کیا کرونگا، اچھا سلوک جاری رکھوں گا۔

(بخاری حدیث 4036)

اللہ کی قسم یہ الفاظ یہ انداز کسی ظالم غاصب دشمن کے نہیں ہوسکتے... سیدنا صدیق اکبر تو ال رسول پر جان فدا کرتے رہے، خرچہ دیتے رہے، اچھا سلوک و خدمت کرتے رہے۔ لیکن

کالے کمینے رافضی لوگوں نے اتنا جھوٹ لکھ دیا پھیلا دیا کہ جیسے صحابہ کرام اہلبیت عظام کے مخالف ودشمن وظالم تھے... نعوذباللہ....**فلعنة الله على الكاذبين الماكرين**

إِنَّ اللَّهَ قَدْ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ. ثُمَّ قَرَأَ : { وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ }. إِلَى قَوْلِهِ : { قَدِيرٌ }. فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللَّهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ، وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ، قَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ، حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ، فَعَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ حَيَاتَهُ. أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ ؟ قَالُوا : نَعَمْ. ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ : أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ ؟ قَالَ عُمَرُ : ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس غنیمت کا ایک مخصوص حصہ مقرر کر دیا تھا۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی دوسرے کو نہیں دیا تھا(جب نبی کریم نے اپنا حصہ کسی کو زندگی میں نہیں دیا تو ثابت ہوا کہ انبیاء کرام کے مال صدقہ ہوتے ہیں، کسی کی ملکیت نہیں بنتے) پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی **(وما أفاء الله على**

رسولھم) سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (قدیر) تک اور وہ حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص رہا۔

مگر قسم اللہ کی یہ جائیداد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو چھوڑ کر اپنے لیے جوڑ نہ رکھی' نہ خاص اپنے خرچ میں لائے ' بلکہ تم لوگوں کو(بغیر مالک بنائے صرف خرچہ اٹھانے کے لیے)دیں اور تمہارے ہی کاموں میں خرچ کیں۔ یہ جو جائیداد بچ رہی ہے اس میں سے آپ اپنی بیویوں کا سال بھر کا خرچ لیا کرتے اس کے بعد جو باقی بچتا وہ اللہ کے مال میں شریک کر دیتے۔ خیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی زندگی میں ایسا ہی کرتے رہے۔ حاضرین تم کو اللہ کی قسم! کیا تم یہ نہیں جانتے ؟ انہوں نے کہا بیشک جانتے ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں آپ حضرات سے بھی قسم دے کر پوچھتا ہوں' کیا آپ لوگ یہ نہیں جانتے ہیں ؟ (دونوں حضرات نے جواب دیا ہاں !)۔

پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے اٹھالیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں' اور اس لیے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال و جائیداد اپنی نگرانی میں لیے اور جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے اسی طرح سیدنا صدیق اکبر (اہلبیت وغیرہ پر) خرچ کرتے رہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے اس طرز عمل میں سچے مخلص' نیکوکار اور حق کی پیروی کرنے والے تھے... (پھر سیدنا عمر نے بھی رسول کریم اور سیدنا ابو بکر کے طرز پر خرچ کرنے کا فیصلہ کیا جسے سیدنا علی سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی تسلیم کیا)

(صحیح بخاری3094)

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سیدنا صدیق اکبر کا فیصلہ جاری رکھا اور فدک وغیرہ کو بطور میراث تقسیم نہ کیا۔ایک جھلک اس پر کچھ حوالے اوپر گذرے، کچھ حاضر خدمت ہیں:

قَالَ : فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ

راوی فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق سے لے کر سیدنا علی وغیرہ تک یہ اسی طریقے پر جاری ہے(کہ اموال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی ملکیت نہیں ہے وہ صدقہ ہیں وہ اہل بیت و دیگر رشتہ داروں اور دیگر مسلمانوں اور اللہ کی راہ میں خرچ ہوتا رہا سب خلفاء راشدین کے دور میں)۔

(ابوداؤدروایت2968)

ولهذا لَمَّا صارت الخِلافة إلى عليٍّ لم يُغيِّرْها عن كونها صدَقة

جب سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے توانہوں نے اسی طریقے کو جاری رکھا جو سیدنا ابو بکر صدیق نے جاری رکھا تھااوراموالِ رسول کریم کو صدقہ قرار دیا

(اللامع الصبیح بشرح الجامع الصحیح9/156)

(منحة الباري بشرح صحيح البخاري6/209)

ومما يدل على ما قلناه: ما قاله أبو داود: أنه لم يختلف على - رضى الله عنه - أنه لما صارت الخلافة إليه لم يغيرها عن كونها صدقة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال صدقہ ہیں اس بات پر یہ بھی دلیل ہے کہ امام ابو داؤد

فرماتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے توانہوں نے اسے صدقہ قرار دیا اور جس طرح سیدنا صدیق اکبر نے خرچہ جاری کیا تھا سیدنا علی نے اسی طریقے پر اسی طرز کو جاری رکھا اس سے تبدیل نہ کیا کسی کی ملکیت قرار نہ دیا۔

(إکمال المعلم بفوائد مسلم 6/79)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی میراث نہیں، انکا مال صدقہ ہے، شیعہ کتب سے کچھ حوالے

==

رسول الله صلى الله عليه وآله يقول: " نحن معاشر الأنبياء لا نورث ذهبا ولا فضة ولا دارا ولا عقارا وإنما نورث الكتاب والحكمة والعلم والنبوة وما كان لنا من طعمة فلولي الأمر بعدنا أن يحكم فيه بحكمه

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے سونے کا نہ چاندی کا نہ ہی گھر کا نہ ہی زمینوں کا... ہم تو کتاب اور حکمت اور علم کا وارث بناتے ہیں... جو کچھ ہمارا مال ہے وہ ہمارے بعد جو خلیفہ آئے گا اس کے سپرد ہے اس کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ کس طرح خرچ کرتا ہے۔

(شیعہ کتاب الاحتجاج۔الشیخ الطبرسي 1/142)

وإن العلماء ورثة الأنبياء إن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما

ولكن ورثوا العلم

شیعہ کہتے ہیں کہ بے شک علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں اور انبیائے کرام نے کسی کو درہم اور دینار (مالی وراثت) کا وارث نہیں بنایا انکی وراثت تو فقط علم ہے۔
(شیعہ کتاب الکافی، الشیخ الکلینی 1/ 34)

أني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول: نحن معاشر الأنبياء لا نورث ذهبا ولا فضة ولا دارا ولا عقارا وإنما نورث الكتب (3) والحكمة والعلم والنبوة، وما كان لنا من طعمة فلولي الامر بعدنا ان يحكم فيه بحكمه

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے سونے کا نہ چاندی کا نہ ہی گھر کا نہ ہی زمینوں کا... ہم تو کتاب اور حکمت اور علم کا وارث بناتے ہیں... جو کچھ ہمارا مال ہے وہ ہمارے بعد جو خلیفہ آئے گا اس کے سپرد ہے اس کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ کس طرح خرچ کرتا ہے۔
(شیعہ کتاب بحار الأنوار - العلامة المجلسي 29/ 231)

وإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: (إنا معاشر الأنبياء لا نورث ذهبا ولا فضة، ولا دارا ولا عقارا. وإنما نورث الكتاب والحكمة، والعلم والنبوة

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو

وارث نہیں بناتے سونے کا نہ چاندی کا نہ ہی گھر کا نہ ہی زمینوں کا... ہم تو کتاب اللہ اور حکمت اور علم کا وارث بناتے ہیں۔

قال: فلما وصل الأمر إلى علي بن أبي طالب عليه السلام كلم في رد فدك، فقال: إني لأستحي من الله أن أرد شيئا منع منه أبو بكر وأمضاه عمر

شیعہ لکھتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے باغ فدک کے بارے میں بات کی اور فرمایا کہ مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں ایسا کام کرو کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے جس سے منع کیا ہو اور اس کو سیدنا عمر نے جاری کیا ہو۔
(شیعہ کتاب الشافي في الامامة الشريف المرتضى /76)

ویسے تو ہم شیعہ کتب کے متعلق کہتے ہیں کہ جھوٹ تضاد گستاخی سے بھری پڑی ہیں مگر کچھ سچ بھی لکھا ہے انہون نے لیھذا کتب شیعہ کی بات قرآن و سنت معتبر کتب اہلسنت کے موافق ہو گی تو وہی معتبر... مذکورہ حوالہ جات موافق قرآن و سنت ہیں، موافق کتب اہلسنت ہیں لہذا معتبر۔ کیونکہ شیعہ ناصبی جیسے جھوٹے بھی کبھی سچ بول جاتے ہیں، لکھ جاتے ہیں اگرچہ الٹی سیدھی تاویلیں اپنی طرف سے کرتے ہیں جو کہ معتبر نہیں

قَدْ يَصْدُقُ الْكَذُوبَ

ترجمہ: بہت بڑا جھوٹا کبھی سچ بول دیتا ہے
(فتح الباری 9/56، شیعہ کتاب شرح اصول کافی 2/25)

دوسری بحث ناراضگی کی تحقیق

شیعہ رافضی کہتے ہیں کہ تمہاری کتابوں میں ہے کہ جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کیا اور تمہاری کتابوں میں ہے کہ فاطمہ ابو بکر سے ناراض ہو رہ کر وفات پا گئیں۔

جواب و تحقیق:

فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے فاطمہ کو (جان بوجھ کر یا ناحق) ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

(بخاری حدیث 3767)

دیگر احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث پاک کے دو معنی بنتے ہیں۔

پہلا معنی:

جان بوجھ کر ناراض کرے ناحق ناراض کرے..... جبکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جان بوجھ کر یا ناحق ناراض نہ کیا تھا۔

یہ معنی کرنے کی دلیل یہ ہے کہ دوسروں کے متعلق بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کچھ ارشاد فرمایا ہے

فَمَنْ أَحَبَّ الْعَرَبَ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَ الْعَرَبَ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ

جو عربوں سے محبت کرے تو یہ مجھ سے محبت ہے اور جس نے اہل عرب کو ناراض گیا اس نے مجھے ناراض کیا

(شعب الایمان حدیث 1330)

سارے عرب تو مسلمان نہیں ہوئے تو جو کفار عرب میں سے دشمنان اسلام تھے اس سے دشمنی کرنا سے ان کو غضبناک کرنا اللہ و رسول کو ناراض کرنا تو نہیں...اسی طرح اہل عرب میں سے جو مسلمان ہیں اگر وہ ہم سے ایسی بات و حکم و فیصلے چاہیں جو قرآن و احادیث پاک کے خلاف ہوں تو انکی پیروی نہیں کرنی... چاہے وہ ناراض ہی کیوں نہ ہو جائیں....لیھذا کہنا پڑے گا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان عرب کو ناحق یا جان بوجھ کر غضبناک کرنا ناراض کرنا رسول کریم کو ناراض کرنا ہے

جبکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو جان بوجھ کر یا ناحق ناراض نہیں کیا تھا سیدنا سدیق اکبر نے تو لیھذا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ پر کوئی اعتراض نہیں بنتا....!!

مَنْ أَحَبّ قُرَيْشًا فقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَض قُرَيْشًا فَقَدْ أَبْغَضَنِي

جس نے قریش سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے قریش کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

(طبرانی کبیر حدیث 201)

سارے قریش تو مسلمان نہیں ہوئے تو جو کفار قریش میں سے دشمنان اسلام تھے اس سے

دشمنی کرنا سے ان کو غضبناک کرنا اللہ و رسول کو ناراض کرنا تو نہیں...اسی طرح قریش میں سے جو مسلمان ہیں اگر وہ ہم سے ایسی بات و حکم و فیصلے چاہیں جو قرآن و احادیث پاک کے خلاف ہوں تو انکی پیروی نہیں کرنی...چاہے وہ ناراض ہی کیوں نہ ہو جائیں....لیھذا کہنا پڑے گا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان قریش کو ناحق یا جان بوجھ کر غضبناک کرنا ناراض کرنا رسول کریم کو ناراض کرنا ہے۔جبکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو جان بوجھ کر یا ناحق ناراض نہیں کیا تھا سیدنا سدیق اکبر نے تو لیھذا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ پر کوئی اعتراض نہیں بنتا....!!

رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ

والد کی رضامندی میں اللہ کی رضامندی ہے اور والد کی نافرمانی و ناراضگی میں اللہ کی نافرمانی ناراضگی ہے۔

(ترمذی حدیث1899)

اب اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم حق کریں کہیں لیکن والدین ناراض ہوں تو اللہ بھی ناراض ہو گا.....؟؟ ہر گز نہیں، کہنا پڑے گا کہ جو جان بوجھ کر یا ناحق والدین کو ناراض کریگا تو اس سے اللہ کی ناراضگی ہے۔اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو جان بوجھ کر یا ناحق ناراض نہیں کیا تھا سیدنا سدیق اکبر نے تو لھذا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ پر کوئی اعتراض نہیں بنتا....!!

ان احادیث مبارکہ کی طرح سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے متعلق حدیث پاک کا بھی یہ

مطلب بنے گا کہ جو سیدہ فاطمہ کو جان بوجھ کر یا ناحق ناراض کرے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے والا کہلائے گا۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے فاطمہ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی (ترمذی حدیث 3869) رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی (ترمذی حدیث 3862) دونوں قسم کی حدیثیں عام کریں پھیلائیں تا کہ ناصبیت اور رافضیت دونوں کا رد ہو۔

سیدہ فاطمہ کو ناراض کرنے والی حدیث لکھنے کے بعد امام ملا علی قاری نے اوپر دی گئی کچھ احادیث بھی ذکر فرمائی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ عظیم فضیلت ہے لیکن اس سے ملتی جلتی فضیلت دوسروں کو بھی حاصل ہے۔

(دیکھیے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح 9/3965)

ولا يقدح فيه غضبها، فإن الوعيد في إغضابها، والضابط في الإغضاب أن يقول الإنسان قولا أو فعلا يقصد بذلك أذى شخص فيغضب به. ولم يقصد أبو بكر أذاها، حاشاه ثم حاشاه عن ذلك

سیدہ فاطمہ کے متعلق جو ہے کہ جو ان کو غضبناک کرے گا ناراض کرے گا وہ رسول کریم کو ناراض کرے گا تو سیدنا صدیق اکبر نے انہیں ناراض نہیں کیا تھا کیونکہ ناراض تو اس طرح کرنا ہوتا ہے کہ ناراض کرنا مقصود ہو اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(السیوف المشرقۃ و مختصر الصواقع المحرقۃ ص 532)

نوٹ:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کی شان میں ناراضگی والی حدیث ہے تو یہ بھی معلومات میں رہے کہ صحابہ کرام کے متعلق بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کچھ فرمایا ہے... مثلا

اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي ، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ

اللہ اللہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان کو میرے بعد انکو طعن و مذمت کا نشانہ نہ بناؤ، جو ان سے محبت کرے گا تو یہ مجھ سے محبت ہے اور میں بھی اس سے محبت رکھوں گا اور جو ان سے بغض رکھے گا انہیں ناراض کرے گا تو انہوں نے بیشک مجھے ناراض کیا جو انہیں اذیت پہنچائے گا بے شک اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی۔

(ترمذی حدیث 3862)

الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ

انصار صحابہ کرام سے محبت ایمان والا ہی کرے گا اور انہیں ناراض اور ان سے بغض نہ کرے گا مگر یہ کہ منافق.... جو ان سے محبت کرے گا تو اس سے اللہ محبت فرمائے گا... جس نے ان سے بغض رکھا ان کو ناراض کیا اس نے اللہ کو ناراض کیا۔

(بخاری حدیث 3783)

#دوسرا معنی

رسول کریم نے جو فرمایا ہے کہ سیدہ فاطمہ کو جو ناراض کرے گا اس نے مجھے ناراض کیا اس کا ایک معنی یہ ہے کہ جو مباح کام کر کے سیدہ کو ناراض کریے گا ناحق ناراض کرے گا یا جان بوجھ کے ناراض کرے گا تو وہ مجھے ناراض کرے گا.... مباح کام کیا جائے اس سے کوئی شخص ناراض ہو جائے تو مباح کام کرنے والے پر کوئی وبال نہیں ہوتا لیکن یہ سیدہ فاطمہ کی خاصیت ہے کہ رسول کریم نے انہیں خصوصیت عطا فرمائی کہ سیدہ فاطمہ کو مباح کام کر کے بھی ناراض نہیں کیا جا سکتا۔

وإن توليد الإيذاء مما كان أصله مباحاً وهو من خواصه صلى الله عليه وسلم

جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو مباح کام کر کے ناراض کرے گا تو یہ رسول کریم کو ناراض کرنا ہے اور یہ انکی خصوصیات میں سے ہے۔
(شرح المشكاة للطيبي الكاشف عن حقائق السنن 12/3903)
(لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح 9/699 نحوه)

اس معنی کے تحت بھی سیدہ فاطمہ کو سیدنا ابو بکر صدیق نے اذیت نہیں پہنچائی غضبناک نہیں کیا کیونکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرض واجب کی تکمیل کی کہ وراثت نبوی کو بحکم نبوی صدقہ کرنا فرض تھا، کسی کی ملکیت میں نہ دینا فرض تھا جو آپ نے پورا کیا۔

ولو أجابها إلى سؤالها كان معصية من وجهين:الأول: مخالفة أمر رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وإبطال صدقته.الثاني: أنه كان ما يعطي لفاطمة مالًا حرامًا بلا خلاف

سیدہ فاطمہ کے مطالبے کو پورا کرتے ہوئے سیدنا ابو بکر صدیق اگر فدک وغیرہ سیدہ کی ملکیت کر دیتے تو گناہ گار ہوتے کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم وحدیث کو باطل قرار دینا کہلاتا اور اگر ملکیت میں دے دیتے تو انکے لیے بطور ملکیت مالِ حرام ملکیت میں دینا قرار پاتا کہ سید عالم کی تو میراث نہیں تھی تو یہ مال بطور میراث مالک بنانا حرام تھا۔
(الکوثر الجاری شرح بخاری 6/88)

البتہ جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت پر خرچ فرماتے رشتہ داروں پر خرچ فرماتے مسلمانوں پر خرچ فرماتے اسی طرح سیدنا ابو بکر صدیق بھی اہل بیت نبوی پر نبی پاک کے رشتے داروں پر اور مسلمانوں پر خرچ فرماتے تھے...اسی طرح کا عمل سیدنا ابو بکر سیدنا عمر سیدنا علی وغیرہ خلفاء راشدین نے کیا جیسے کہ کچھ حوالہ جات اوپر لکھ آیا اور فدک پر مکمل مضمون بھی لکھا ہے جسے آپ میرے بلاگ پے پڑھ سکتے ہیں۔ شیعہ کتب میں بھی لکھا ہے کہ گناہ معصیت کا معاملہ ہو تو اس میں کسی کی پیروی نہیں کرنی۔

وفي العلل عنه (عليه السلام) لا طاعة لمن عصى

علل میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ و معصیت میں کسی کی بات نہیں ماننی

(شیعہ کتاب التفسير الصافي 1/ 464)

لہذا گناہ و معصیت کے معاملے میں اہل عرب یا قریش یا کسی قوم کسی لیڈر حتی کہ سادات کرام و والدین کی بھی بات نہیں مانی.... اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنی ہے۔

سیدہ فاطمہ نے جان بوجھ کر معصیت و گناہ کا حکم نہیں دیا تھا کیونکہ لگتا ہے انکو حدیث پاک معلوم نہ تھی اس لیے سیدہ فاطمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہونے کی دعوے دار تھیں لیکن حدیث پاک میں ہے کہ انبیاء کرام کی میراث نہیں تو اس حدیث پاک کی روشنی میں سیدہ پاک کا مطالبہ درست نہ تھا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے معصیت و گناہ ہوتا اگر آپ فدک وغیرہ کا مالک سیدہ کو بنا دیتے.... جبکہ سید عالم کا ہی حکم ہے کہ معصیت و گناہ کر کے کسی کو راضی مت کرو، اس لیے سیدنا ابو بکر صدیق نے گناہ سے بھی خود کو بچایا اور سیدہ سے باادب عرض کر کے جان بوجھ کر یا ناحق ناراض نہ کیا حتی کہ انتہاء درجے کی محبت کا اظہار کیا اور خرچہ بھی دیتے رہے اور جب گمان ہوا کہ شاید سیدہ ناراض ہیں تو ان کے گھر جا کر انکو خوش کیا۔

سیدنا علی نے سیدہ فاطمہ کو ناراض کیا، کیا کہو گے؟

جَاءَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَيْتَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيّاً فِي اَلْبَيْتِ فَقَالَ اِبْنُ عَمِّكَ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی کو گھر میں نہ پایا تو فرمایا کہاں ہیں؟ تو سیدہ فاطمہ نے فرمایا کہ ہم دونوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور ہم دونوں ایک دوسرے پر ناراض ہوگئے اس لیے وہ گھر سے چلے گئے ہیں (پھر سید عالم نے انکی صلح کرائی)۔

(شیعہ کتاب کشف الغمۃ 1/66)

(شیعہ کتاب بحار الأنوار 35/65 نحوہ)

یہی کہنا پڑے گا کہ سیدنا علی نے جان بوجھ کر یا ناحق ناراض نہ کیا تھا....اسی طرح سیدنا ابو بکر صدیق نے بھی جان بوجھ کر ناحق ناراض نہ کیا سیدہ فاطمہ کو.......رضی اللہ عنھم اجمعین

سیدہ فاطمہ کی سیدنا ابوبکر صدیق سے رضامندگی کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ!

سیدنا ابو بکر کی زوجہ سیدہ فاطمہ کی بیماری میں ان کی دیکھ بھال کرتی رہیں، سیدہ فاطمہ نے انہیں وصیت کی تھی کہ وہ انہیں غسل دیں، یہ بات شیعہ کتب سے بھی ثابت ہے۔

سیدہ فاطمہ کی وصیت: میری میت کو غسل ابو بکر کی زوجہ اور علی دیں (شیعہ کتاب مناقب شہر آشوب 3/138) سیدہ فاطمہ کے نزدیک سیدنا ابو بکر ظالم غاصب دشمن ہوتے تو بھلا دشمن ظالم کی بیوی سے کوئی اتنا گہرا تعلق و محبت کوءی رکھے گا....؟؟ ہرگز نہیں...اسکا مطلب سیدہ فاطمہ سیدنا ابو بکر صدیق سے راضی تھیں یا تھوڑا اگر خفا بھی تھیں تو راضی ہو گئ تھیں۔

وقالت أسماء بنت عميس: أوصت إلي فاطمة ألا يغسلها إذا ماتت إلا انا وعلي..سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نےحضرت سیدنا ابوبکر کی زوجہ سیدہ بی بی اسماء کو وصیت کی تھی کہ جب میری وفات ہو تو وہ اور حضرت علی غسل دیں اور کوئی بھی نا ہو..

(مصنف عبدالرزاق3/409 سنن دار قطنی2/447نحوہ، التلخیص الحبیر ابن حجر 3/1268نحوہ.. شیعہ کتاب مناقب شہر آشوب3/138)

سیدہ فاطمہ کے نزدیک سیدنا ابو بکر ظالم غاصب دشمن ہوتے تو بھلا دشمن ظالم کی بیوی سے کوئی اتنا گہرا تعلق و محبت کوءی رکھے گا....؟؟ ہر گز نہیں...اسکا مطلب سیدہ فاطمہ سیدنا ابو بکر صدیق سے راضی تھیں یا تھوڑا اگر خفا بھی تھیں تو راضی ہو گئ تھیں

دوسری بحث

سیدہ فاطمہ کا جنازہ ایک مضبوط قول کے مطابق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا!

بخاری حدیث نمبر 4240 اور مسلم حدیث نمبر 1759 کے تحت **زہری کا قول** ہے نا کہ حدیث کہ سیدہ فاطمہ کی وفات کی خبر ابو بکر کو نہ دی گئ اور راتوں رات دفن کیا گیا حضرت علی نے جنازہ پڑھایا۔

یہ امام زہری کا تفرد اضافہ وادراج ہے امام زہری کے علاوہ گیارہ راویوں نے یہی حدیث بیان کی مگر زہری والا اضافہ نہ کیا لیھذا زہری کا اضافہ بلاسند و بلادلیل ہے جو کہ مدرج و مرجوح

ہے راجح اور صحیح یہ ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے جنازہ پڑھایا... علماء کا اتفاق ہے کہ بخاری مسلم میں موجود اقوال، تفردات تعلیقات ادجات صحیح ہوں یہ لازم نہیں..(دیکھیے نعمۃ الباری شرح بخاری 7/615وغیرہ)۔

امام ابن رجب فرماتے ہیں:

فإن الزهريَ كان كثيراً ما يروي الحديث، ثم يدرجُ فيه أشياءَ، بعضها مراسيلُ، وبعضها من رأيه وكلامه

امام زہری بہت دفعہ ایسا کیا کرتے تھے کہ حدیث کو روایت کرتے تھے اور اس میں کچھ چیزیں ادراج کرلیا کرتے تھے بعض مراسیل ہوتی تھی بعض ان کی رائے ہوتی تھی بعض ان کا اپنا کلام ہوتا تھا۔

(فتح الباری لابن رجب 8/12)

أن هذا الكلام كله للزهري

(سیدہ فاطمہ ناراض رہیں، انکی وفات کی خبر سیدنا ابو بکر صدیق کو نہ دی گئ اور چھپکے سے راتوں رات دفنایا گیا) یہ سب گفتگو زہری کی ہے، ادراج ہے

(الکوکب الوہاج 19/117)

وَأَشَارَ الْبَيْهَقِيُّ إِلَى أَنَّ فِي قَوْلِهِ وَعَاشَتْ إِلَخْ إِدْرَاجًا

امام بیھقی نے اشارہ فرمایا کہ (سیدہ فاطمہ ناراض رہیں، انکی وفات کی خبر سیدنا ابو بکر صدیق

کو نہ دی گئ اور چھپکے سے راتوں رات دفنایا گیا) یہ سب گفتگو زہری کی ہے،ادراج ہے۔

(فتح الباری شرح بخاری7/494)

وإذا تبيّن الإدراج فإنه لا يكون حجة

جب یہ ثابت ہو کہ ادارج ہے تو ادراج والی گفتگو بذات خود کوئی دلیل و ثابت شدہ بات نہیں کہلائے گی (ہاں دیگر دلائل سے وہ ادراج والی بات ثابت ہو تو یہ الگ معاملہ ہے)۔

(الکواکب الدریہ ص117)

امام زہری نے بلادلیل فرمایا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا جنازہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا جبکہ دیگر اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے جنازہ پڑھایا۔

(حوالہ نمبر1......2......3)

سیدنا امام مالک، سیدنا امام جعفر سیدنا امام زین العابدین جیسے عظیم الشان آئمہ سے روایت ہے کہ!

عن مالك عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جده علي بن الحسين ماتت فاطمة بين المغرب والعشاء فحضرها أبو بكر وعمر وعثمان والزبير وعبد الرحمن بن عوف فلما وضعت ليصلى عليها قال على تقدم يا أبا بكر قال وأنت شاهد يا أبا الحسن قال نعم تقدم فو الله لا

يصلى عليها غيرك فصلى عليها أبو بكر رضى الله عنهم أجمعين ودفنت ليلا

ترجمہ:

سیدہ فاطمہ کی وفات مغرب و عشاء کے درمیان ہوئی تو فورا سیدنا ابو بکر سیدنا عمر سیدنا عثمان سیدنا زبیر سیدنا عبدالرحمن (وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین) پہنچ گئے، سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھیے جنازہ کی امامت کیجیے، حضرت ابو بکر نے فرمایا آپ کے ہوتے آگے بڑھوں؟ حضرت علی نے فرمایا جی بالکل اللہ کی قسم آپ کے علاوہ کوئی جنازہ کی امامت نہیں کرا سکتا تو سیدنا ابو بکر نے سیدہ فاطمہ کے جنازے کی امامت کرائی اور رات کو ہی دفنایا گیا۔

(تاریخ الخمیس 1/278 الریاض النضرۃ 1/176 سمط النجوم 1/536)

(حوالہ نمبر 4،5)

ثنا محمد بن هارون بن حسان البرقي بمصر ثنا محمد بن الوليد بن أبان ثنا محمد بن عبد الله القدامي كذا قال وإنما هو عبد الله بن محمد القدامي قال مالك بن أنس أخبرنا عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جده قال توفيت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلا فجاء أبو بكر وعمر وعثمان وطلحة والزبير وسعيد وجماعة كثير سماهم مالك فقال أبو بكر لعلي تقدم فصل عليها قال لا والله لا تقدمت وأنت خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فتقدم أبو بكر فصلى عليها

فكبر عليها أربعا ودفنها ليلا

سیدہ فاطمہ رات کے وقت وفات پا گئیں تو فورا سیدنا ابو بکر سیدنا عمر سیدنا عثمان سیدنا طلحۃ سیدنا زبیر سیدنا سعید اور دیگر کئی صحابہ کرام علیھم الرضوان جن کے نام امام مالک نے گنوائے سب آئے، حضرت ابو بکر نے سیدنا علی سے کہا آگے بڑھیے جنازہ پڑھیے، سیدنا علی نے جواب دیا اللہ کی قسم آپ خلیفہ رسول کے ہوتے ہوئے میں آگے نہیں بڑھ سکتا پس ابو بکر آگے بڑھے اور جنازہ پڑھایا چار تکبیریں کہیں اور اسی رات دفنایا گیا۔

(الکامل في ضعفاء الرجال 5/423,422، ذخیرۃ الحفاظ روایت نمبر 2492)

(حوالہ نمبر 6)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا فُرَاتُ بْنُ السَّائِبِ حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ ... كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى فَاطِمَةَ أَرْبَعًا

سیدنا صدیق اکبر نے سیدہ فاطمہ کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔

(بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث 1/381)

(حوالہ نمبر 7)

حدثنا عبدالله بن محمد بن جعفر ثنا محمد بن عبدالله رشتة ثنا شيبان ابن فروخ ثنا محمد بن زياد عن ميمون بن مهران عن ابن عباس ... كبر أبو بكر على فاطمه اربعا

سیدنا صدیق اکبر نے سیدہ فاطمہ کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔

(حلیۃ الاولیاء 4/96,)

(حوالہ نمبر 8)

عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جده قال توفيت فاطمة ليلا فجاء أبو بكر وعمر وجماعة كثيرة فقال أبو بكر لعلي تقدم فصل قال والله لا تقدمت وأنت خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فتقدم أبو بكر وكبر أربعا

سیدہ فاطمہ رات کے وقت وفات پا گئیں تو فورا سیدنا ابو بکر سیدنا عمر اور دیگر کئی صحابہ کرام آئے، حضرت ابو بکر نے علی سے کہا آگے بڑھیے جنازہ پڑھیے، سیدنا علی نے جواب دیا اللہ کی قسم آپ خلیفہ رسول کے ہوتے ہوئے میں آگے نہیں بڑھ سکتا پس ابو بکر آگے بڑھے اور جنازہ پڑھایا چار تکبیریں کہیں۔

(میزان الاعتدال 2/488)

(حوالہ نمبر 9)

أخبرنا محمد بن عمر حدثنا قيس بن الربيع عن مجالد عن الشعبي قال صلى عليها أبو بكر رضي الله عنه

سیدنا صدیق اکبر نے سیدہ فاطمہ کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔

(الطبقات الکبریٰ 8/24)

(حوالہ نمبر 10)

أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ أَبِي الْمُسَاوِرِ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صلي الله عليه وسلم فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا

سیدنا صدیق اکبر نے بنت رسول سیدہ فاطمہ کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔

(الطبقات الطبقات الکبریٰ 8/24)

(حوالہ نمبر 11 تا 14)

وكبر أبو بكر على فاطمة أربعا

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔

(البدایہ والنہایۃ 1/98)

(اتحاف الخیرۃ 2/460)

(حلیۃ الاولیاء 4/96)

(کنز العمال 15/718)

(حوالہ نمبر 15)

امام شعبی فرماتے ہیں!

فأخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ثنا أبو بكر أحمد بن كامل بن خلف بن

شجرة القاضي، ثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة، ثنا عون بن سلام، ثنا سوار بن مصعب، عن مجالد، عن الشعبي أن فاطمة، رضي الله عنها لما ماتت دفنها علي رضي الله عنه ليلا، وأخذ بضبعي أبي بكر الصديق رضي الله عنه فقدمه يعني في الصلاة عليها

بے شک سیدہ فاطمہ کی جب وفات ہوئی تو حضرت علی نے حضرت ابو بکر کے کندھوں سے پکڑ کر جنازہ پڑھانے کے لیے آگے کیااور رات ہی میں سیدہ فاطمہ کو دفنایا۔

(سنن کبری بیھقی روایت نمبر 6896)

انفرادی طور پر مذکورہ روایات و حدیث کو ضعیف مان بھی لیا جائے تو بھی تعدد طرق کی وجہ سے حسن و معتبر کہلائے گی کیونکہ سنی شیعہ نجدی سب کا متفقہ اصول ہے کہ تعدد طرق سے ضعیف روایت حسن و معتبر بن جاتی ہے۔

وقد يكثر الطرق الضعيفة فيقوى المتن

تعدد طرق سے ضعف ختم ہو جاتا ہے اور (حدیث و روایت کا) **متن قوی** (معتبر مقبول صحیح و حسن) ہو جاتا ہے۔

(شیعہ کتاب نفحات الازھار 13/55)

أن تعدد الطرق، ولو ضعفت، ترقي الحديث إلى الحسن

بے شک تعدد طرق سے ضعیف روایت و حدیث حسن و معتبر بن جاتی ہے (اللؤلؤ المرصوع ص42)

لِأَنَّ كَثْرَةَ الطُّرُقِ تُقَوِّي

کثرت طرق (تعدد طرق) سے روایت و حدیث کو تقویت ملتی ہے (اور ضعف ختم ہو جاتا ہے)

(تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي,1/179)

تیسری بحث، کیا سیدہ فاطمہ کو سیدنا عمر نے مکا مارا، کیا گھر جلایا؟

پہلا اور دوسرا حوالہ:

شیعہ (الشیخ محمد فاضل المسعودي اور ابن شہر آشوب اور محشی جواہر المطالب وغیرہ رافضی نیم رافضی) بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں کہ سیر اعلام اور میزان الاعتدال وغیرہ کتب اہلسنت میں لکھا ہے کہ عمر نے سیدہ فاطمہ کو مکا مارا اور پیٹ میں بچہ محسن شہید کر دیا۔

انَّ عُمر رفَسَ فَاطِمَةَ حَتَّی أَسقطتْ محسّناً

بے شک عمر نے فاطمہ کو مکا مارا یہاں تک کہ فاطمہ کا بچہ محسن پیٹ میں شہید ہو گیا۔

(سیر اعلام النبلاء، میزان الاعتدال)

جواب وتحقیق:

ایک راوی أحمد بن محمد بن السري بن يحي ※ بن أبي دارم المحدث کے ترجمہ و حالات میں یہ بات بیان کی ہے کہ یہ محدث غیر معتبر اور غیر ثقہ جھوٹا رافضی کذاب ہے اس کے جھوٹ اور خرابیوں میں سے یہ ہے کہ اس کے پاس کہا جاتا تھا کہ حضرت عمر نے مکا مارا اور بی بی فاطمہ کا پیٹ میں بچہ شہید ہو گیا۔۔۔ یہ اس بات پر خاموش رہتا تھا گویا کہ یہ اقرار کر رہا ہوں کہ یہ بات ٹھیک ہے۔۔ لہذا یہ اس کے عیوب و جھوٹ خرابیوں میں سے ہے ※ یہ اس کی غیر مستند باتوں میں سے ہے۔۔۔ سیر اعلام النبلاء اور میزان الاعتدال میں اس کی بات کو مستند بات کہہ کر لکھا نہیں ہے بلکہ جھوٹ و بہتان عیوب و تہمت والی غیر مستند غیر معتبر باتوں میں سے لکھا ہے۔

شیعوں رافضیوں نیم رافضیوں نے حسبِ عادت بڑی چالا کی اور مکاری دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے ان دونوں کتابوں کی آدھی عبارت پیش کی اور آدھی کو چھوڑ دیا۔۔۔ ہم آپ کے سامنے پوری عبارت پیش کر رہے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

.قَالَ الحَاكِمُ: هُوَ رَافضي، غَيْرُ ثِقَةٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ بنُ حَمَّاد الحَافِظ: كَانَ مُسْتَقِيْمَ الأَمْر عَامَّةَ دَهْره، ثُمَّ فِي آخر أَيَّامه كَانَ أَكْثَرَ مَا يُقرأُ عَلَيْهِ المَثَالب، حَضَرْتُه وَرَجُل يَقْرأُ عَلَيْهِ أَنَّ عُمر رفَسَ فَاطِمَةَ حَتَّى أَسقطتْ محسّناً

أحمد بن محمد بن السري بن يحي بن أبي دارم المحدث کے متعلق امام حاکم نے فرمایا ہے کہ یہ رافضی ہے یہ غیر ثقہ ہے مُحَمَّدُ بنُ حَمَّاد الحَافِظ نے فرمایا کہ یہ راوی شروع میں ٹھیک تھا پھر

آخری ایام میں اس کے پاس زیادہ تر عیوب و خرابیوں والی باتیں جھوٹ بہتان تہمت والی باتیں پڑھی جاتی تھی۔۔۔(انہیں خرابیوں اور بہتان اور جھوٹ والی باتوں میں سے ہے کہ) ایک دن میں اس کے پاس آیااور اس کے پاس ایک شخص پڑھ رہاتھا کہ حضرت عمر نے فاطمہ کو مکامارا یہاں تک کے سیدہ فاطمہ کے پیٹ میں بچہ محسن شہید ہو گیا۔

(سیر اعلام النبلاء 15/ 578)

أحمد بن محمد بن السري بن يحيي بن أبي دارم المحدث.

الكوفي الرافضي الكذاب.الحاكم، وقال: رافضي، غير ثقة.

وقال محمد بن أحمد بن حماد الكوفي الحافظ - بعد أن أرخ موته: كان مستقيم الأمر عامة دهره، ثم في آخر أيامه كان أكثر ما يقرأ عليه المثالب، حضرته ورجل يقرأ عليه: إن عمر رفس فاطمة حتى أسقطت بمحسن.

أحمد بن محمد بن السري کوفی ہے رافضی ہے کذاب بہت بڑا جھوٹا ہے امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ رافضی ہے غیر ثقہ ہے۔

مُحَمَّدُ بنُ حَمَّادٍ الحَافِظ نے فرمایا کہ یہ راوی شروع میں ٹھیک تھا پھر آخری ایام میں اس کے پاس زیادہ تر عیوب و خرابیوں والی باتیں جھوٹ بہتان تہمت والی باتیں پڑھی جاتی تھی۔۔۔(انہیں خرابیوں اور بہتان اور جھوٹ والی باتوں میں سے ہے کہ)ایک دن میں اس کے پاس آیااور اس کے پاس ایک شخص پڑھ رہاتھا کہ حضرت عمر نے فاطمہ کو مکامارا یہاں

تک کے سیدہ فاطمہ کے پیٹ میں بچہ محسن شہید ہو گیا۔

(میزان الاعتدال 1 / 139 ملتقطا)

(تیسرا حوالہ)

درج ذیل فوٹو میں شیعہ کذاب مکار نام نہاد علامہ جعلی محقق شہنشاہ نقوی کتاب لہرا لہرا کر کہہ رہا ہے کہ اہلسنت کی کتاب الملل والنحل میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے بی بی فاطمہ کے پیٹ پے مارا اور (پیٹ میں موجود بچہ) محسن شہید کر دیا... شیعہ اسے بڑے فخر سے خوب پھیلا رہے ہیں۔

جواب وتحقیق:

دوستو بھائیو ایک اصول یاد رکھیں بہت کام آئے گا، اصول یہ ہے کہ شیعہ جھوٹ بولتے ہیں اور نام اہلسنت کتاب کا ڈال دیتے ہیں جلد نمبر صفحہ نمبر حتی کہ لائن نمبر بتاتے ہیں تا کہ رعب بیٹھے اور سننے پڑھنے والا سچ سمجھ لیے.... یہ ان کی مکاری دھوکہ بازی جھوٹ وافتراء ہے۔لہذا شیعہ کی باحوالہ بات کو بھی فورا سچ مت سمجھیے بلکہ معتبر پرمغز اہلسنت عالم سے تصدیق وتردید تحقیق کرائیے۔

الملل والنحل کی پوری بات پڑھیے لکھا ہے کہ!

وزاد في الفرية فقال: إن عمر ضرب بطن فاطمة يوم البيعة حتى ألقت الجنين من بطنها

ترجمہ:

(فرقہ نظامیہ کا بانی اِبراہیم بن یسار بن ہانئ النظام نے) مزید جھوٹ و بہتان باندھتے ہوئے کہا کہ عمر نے فاطمہ کے پیٹ پے مارا اور اپ کے پیٹ میں بچہ گر گیا۔

(الملل والنحل 1/57)

ذرا سی بھی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ ملل نحل میں تو اس کو جھوٹ بہتان وافتراء کہا ہے اور شیعہ آدھی بات پیش کر کے مکاری و دھوکہ بازی دیتے ہوئے مفھوم بدل کر پیش کر رہے ہیں.... فلعنۃ اللہ علی الکاذبین الماکرین

لہذا ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کو شہید نہ کیا نہ ہی گھر جلایا... اب رہ گئ یہ بات کہ سیدہ فاطمہ کی وفات کیسے ہوئی تو جواب ہے کہ **انکی وفات طبعی مرض میں ہوئی**۔

حوالہ:

بی بی ام سلمٰی رضی اللہ۔ تعالی عنھا فرماتی ہیں کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے جس مرض میں وفات پائی تھی اس مرض کے دوران وہ انکی تیمارداری دیکھ بھال کرتی تھیں، حضرت علی کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔ بی بی فاطمہ نے مجھے کہا کہ غسل کا پانی رکھو پھر اپ نے بہترین غسل کیا اور بہترین نئے کپڑے پہنے اور مجھ سے کہا کہ میرا بستر گھر کے بیچ مین رکھو، مین نے حکم کی تعمیل کی، پھر آپ قبلہ. کی طرف رخ کر کے اور ایک ہاتھ رخسار کے نیچے دے کر (سنت کے مطابق) بستر پر لیٹ گئیں۔ اور فرمایا اب میری وفات ہو گی۔ اور اسی حالت مین اسی جگہ آپ کی روح پرواز کر گئ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(مسند احمد6/461,نحوہ شیعہ کتاب مناقب شہراشوب3/138,بحار الانوار78/335ملخصا)

نوٹ:

یہ غسل وفات کے بعد والے غسل کے لیے نہین تھا بلکہ وفات کی تیاری اور استقبال کے لیے تھا...اللہ کے حکم (موت) کو خوشی سے قبول کرنے کے لیے تھا۔ کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے حضرت سیدنا ابو بکر کی زوجہ سیدہ بی بی اسماء کو وصیت کی تھی کہ جب میری وفات ہو تو وہ اور حضرت علی غسل دیں اور کوئی بھی نا ہو۔

(وفاءالوفاء3/904.. سبل الھدیٰ11/494)

(شیعہ کتاب مناقب شہر آشوب3/138)

اشتكت فاطمة شكواها التي قبضت فيها

سیدہ فاطمہ کی وفات بیماری کی وجہ سے ہوئی۔

(شیعہ کتاب مناقب شہراشوب3/138,بحار الانوار78/335)

جو کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ کو شہید کیا گیا، ظلم کیا گیا، عمر نے مکا مارا...... سب جھوٹ ہے

اشتكت فاطمة شكواها التي قبضت فيها

سیدہ فاطمہ کی وفات بیماری کی وجہ سے ہوئی۔

(شیعہ کتاب مناقب شہراشوب3/138,بحار الانوار78/335)

جو کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ کو شہید کیا گیا، ظلم کیا گیا، سیدنا عمر نے مکا مارا دروازہ گرایا، الگ لگائی یہ سب جھوٹ ہے۔ سیدہ فاطمہ کی وفات 3 رمضان میں ہوئی

(مستدرک حاکم3/176 تاریخ طبری11/598)

انکو اور دیگر کو ایصال ثواب کیجیے رسول کریم ﷺ صحابہ کرام اہلبیت عظام علماء اولیاء اسلاف کی سیرت کا مطالعہ معتبر کتب سے کیجیے، سچی محبت و پیروی کیجیے.......!!

کیا رسول کریم ﷺ کے اموال یعنی فدک وغیرہ کو سیدنا صدیق اکبر اہلبیت میں خرچ نہ کرتے تھے؟ میراث رسول ﷺ شیعہ کتب سے، مال رسول ﷺ میں خلفاء راشدین کا طرز عمل؟۔اور کیا رسول کریم نے فدک سیدہ فاطمہ کو دے دیا تھا جیسے اہلسنت کتاب درمنثور و بزاز میں ہے؟

تمہید:

فیس بک پے ایک صاحب نے لکھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تو یہ تھے کہ اہل بیت مجھے میرے رشتہ داروں سے زیادہ پیارے ہیں انہیں اموال رسول میں سے خرچہ دیا کروں گا لیکن ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ **لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

یعنی صدیق اکبر نے اہل بیت کو کچھ مال نہ دیا...... پھر مذکورہ فیسبکی مجتھد بن کر اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ صدیق اکبر خائن غاصب مکار جھوٹے تھے خیانت کرنے والے تھے دھوکہ دینے والے تھے جھوٹ بولنے والے تھے اہل بیت سے بغض رکھنے والے اہل بیت کو محروم کرنے والے تھے.... (نعوذباللہ)

نوٹ:

ادب کے ساتھ لفظ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ تو میں نے لکھا ہے ورنہ اس نے تو فقط ابو بکر لکھا تھا

تحقیق وجواب:

الحدیث: فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

جاہل (کم علم) فتویٰ دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (لہذا ایسوں سے بچو)

(بخاری حدیث 100)

احادیث مبار کہ روایات آثار وغیرہ کو سمجھے بغیر، احاطہ کیے بغیر، وسیع مطالعہ کیے بغیر دو چار احادیث روایات پڑھ کر مجتہد بن بیٹھنا اور نعوذ باللہ اس قسم کے فتوے لگانا اور وہ بھی صحابہ کرام پر.......؟؟ خدا کا خوف کیجیے کسی علم والے سے پوچھیئے، روایات کی تحقیق کیجیئے، شروحات پڑھیے سمجھیے، مزید اس متعلق روایات پڑھیئے، اور پھر انصاف سے اپنا نقطہ نظر ادب کے ساتھ سوال کے انداز میں پیش کیجیئے ورنہ گمراہی فساد انتشار تفرقہ پھیلانا کہلائے گا نعوذ باللہ بات کفر تک جاسکتی ہے

مسئلہ ترکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغ فدک وغیرہ کا نچوڑ یہ ہے کہ!

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھی اپنے اموال میں سے ذرا برابر کا بھی مالک نہیں بنایا بلکہ اہل بیت ازواج مطہرات و دیگر مسلمانوں پر خرچ کرتے رہے اسی طرح رسول کریم

نے فرمایا کہ میرا جو ترکہ ہے وہ صدقہ ہے...اس قسم کی حدیث پاک کو سیدنا علی نے بھی تسلیم کیا، سیدنا عباس نے بھی تسلیم کیا، سیدنا ابو بکر اور عمر صحابہ کرام نے بھی تسلیم کیا کہ ایسی حدیث واقعی میں ہے، ہاں ممکن ہے کسی کی توجہ نہ گئ ہو اور ترکہ کا مطالبہ کر دیا ہو لیکن بحرحال توجہ دلانے عرض کرنے پر سب نے تسلیم کیا کہ ہاں ایسی حدیث پاک ہے۔جب یہ صدقہ تھا تو یہ کہیں بھی خرچ ہو سکتا تھا اہل بیت پر خرچ ہو سکتا تھا اہل بیت کو چھوڑ کر رسول کریم کے دیگر رشتہ داروں پر خرچ ہو سکتا تھا۔

یا دیگر رشتہ داروں کو چھوڑ کر مسلمانوں پر خرچ ہو سکتا تھا یا تھوڑا تھوڑا کر کے سب میں خرچ کیا جا سکتا تھا... لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا کمال انصاف دیکھیے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت اور ان کی پیروی اتنی کرتے تھے کہ اس کی مثال دیکھیے کہ سیدنا صدیق اکبر نے اہلبیت و دیگر رشتے داران رسول و فقراء مسلمین واللہ کی راہ میں اسی طرح خرچ کیا جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خرج کیا کرتے تھے پھر سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ بھی اسی طرح خرچ کیا کرتے تھے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کیا کرتے تھے۔

چند دلائل و حوالہ جات ملاحظہ کیجیے!!

قَالَ عُمَرُ : تَيْدَكُمْ ، أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ". يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ ؟ قَالَ

الرَّهْطُ : قَدْ قَالَ ذَلِكَ. فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ : أَنْشُدُكُمَا اللَّهَ، أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ ؟ قَالَا : قَدْ قَالَ ذَلِكَ. قَالَ عُمَرُ : فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ. ثُمَّ قَرَأَ : { وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ }. إِلَى قَوْلِهِ : { قَدِيرٌ }. فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللَّهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ، وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ، قَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ، حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ، فَعَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ حَيَاتَهُ. أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ ؟ قَالُوا : نَعَمْ. ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ : أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ ؟ قَالَ عُمَرُ : ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ

ترجمہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ’اچھا‘ تو پھر ذرا ٹھہریئے اور دم لے لیجئے میں آپ لوگوں سے اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ”ہم پیغمبروں کا کوئی مالی اعتبار سے وارث نہیں ہوتا‘ جو کچھ ہم (انبیاء) چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد خود اپنی ذات گرامی بھی تھی۔ ان حضرات نے تصدیق کی ' کہ جی ہاں ' بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا اب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کی طرف مخاطب ہوئے ' ان سے پوچھا۔ میں آپ حضرات کو اللہ کی قسم دیتا ہوں ' کیا آپ حضرات کو بھی معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے یا نہیں؟ انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک ایسا فرمایا ہے۔۔ (پس ثابت ہوا کہ یہ حدیث سیدنا ابو بکر سیدنا عمر سیدنا علی سیدنا عباس وغیرہ کے مطابق بھی برحق و ثابت ہے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب میں آپ لوگوں سے اس معاملہ کی شرح بیان کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس غنیمت کا ایک مخصوص حصہ مقرر کر دیا تھا۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی دوسرے کو نہیں دیا تھا (جب نبی کریم نے اپنا حصہ کسی کو زندگی میں نہیں دیا تو ثابت ہوا کہ انبیاء کرام کے مال صدقہ ہوتے ہیں، کسی کی ملکیت نہیں بنتے) پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی (**وما أفاء الله على رسوله منهم**) سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد »**قدیر**« تک اور وہ حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص رہا۔ مگر قسم اللہ کی یہ جائیداد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو چھوڑ کر اپنے لیے جوڑ نہ رکھی ' نہ خاص اپنے خرچ میں لائے ' بلکہ تم لوگوں کو (بغیر مالک بنائے صرف خرچہ اٹھانے کے لیے) دیں اور تمہارے ہی کاموں میں خرچ کیں۔

یہ جو جائیداد بچ رہی ہے اس میں سے آپ اپنی بیویوں کا سال بھر کا خرچ لیا کرتے اس کے بعد جو باقی بچتا وہ اللہ کے مال میں شریک کر دیتے... خیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی زندگی میں ایسا ہی کرتے رہے۔ حاضرین تم کو اللہ کی قسم! کیا تم یہ نہیں جانتے؟ انہوں نے کہا بیشک

جانتے ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں آپ حضرات سے بھی قسم دے کر پوچھتا ہوں ' کیا آپ لوگ یہ نہیں جانتے ہیں؟ (دونوں حضرات نے جواب دیا ہاں!) پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے اٹھالیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں ' اور اس لیے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال و جائیداد اپنی نگرانی میں لیے اور جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے اسی طرح سیدنا صدیق اکبر (اہلبیت وغیرہ پر) خرچ کرتے رہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے اس طرز عمل میں سچے مخلص ' نیکوکار اور حق کی پیروی کرنے والے تھے...(پھر سیدنا عمر نے بھی رسول کریم اور سیدنا ابو بکر کے طرز پر خرچ کرنے کا فیصلہ کیا جسے سیدنا علی سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے بھی تسلیم کیا)۔

(صحیح بخاری 3094)

دَخَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ عَلَى عُمَرَ، وَعِنْدَهُ طَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَسَعْدٌ، وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ عُمَرُ لِطَلْحَةَ ، وَالزُّبَيْرِ ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ ، وَسَعْدٍ : أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " كُلُّ مَالِ النَّبِيِّ صَدَقَةٌ إِلَّا مَا أَطْعَمَهُ أَهْلَهُ وَكَسَاهُمْ، إِنَّا لَا نُورَثُ " ؟ قَالُوا : بَلَى. قَالَ : فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ مِنْ مَالِهِ عَلَى أَهْلِهِ، وَيَتَصَدَّقُ بِفَضْلِهِ، ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَلِيَهَا أَبُو بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، فَكَانَ يَصْنَعُ الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے اور ان کے پاس سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا عبدالرحمٰن اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہم (پہلے سے) بیٹھے تھے، یہ دونوں (یعنی سیدنا عباس اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما) جھگڑنے لگے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن اور سعد رضی اللہ عنہم سے کہا: کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "نبی کا سارا مال صدقہ ہے سوائے اس کے جسے انہوں نے اپنے اہل کو کھلا دیا یا پہنا دیا ہو، ہم لوگوں کا کوئی مالی وارث نہیں ہوتا"، لوگوں نے کہا: کیوں نہیں (ہم یہ بات جانتے ہیں آپ نے ایسا ہی فرمایا ہے) اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مال میں سے اپنے اہل پر خرچ کرتے تھے اور جو کچھ بچ رہتا وہ صدقہ کر دیتے تھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے آپ کے بعد اس مال کے متولی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ دو سال تک رہے، وہ ویسے ہی خرچ کرتے رہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے

(ابوداود2975)

وُلِّيتُهَا بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَصَنَعْتُ فِيهَا الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ، ثُمَّ أَتَيَانِي فَسَأَلَانِي أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْهِمَا، عَلَى أَنْ يَلِيَاهَا بِالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَالَّذِي وُلِّيتُهَا بِهِ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا، وَأَخَذْتُ عَلَى ذَلِكَ عُهُودَهُمَا،

سیدنا عمر فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد میں خلیفہ ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اموال میں وہی تقسیم اور خرچہ جاری رکھا کہ جس طرح سیدنا ابو بکر صدیق کیا کرتے تھے... پھر ان اموال سے خرچہ اٹھانے کے لئے میں نے آپ اہل بیت

کو یہ مال دیا اس شرط پر کہ آپ لوگ اسی طرح خرچہ اٹھاتے رہو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میں خرچہ دیا کرتے تھے جس طرح سیدنا ابو بکر صدیق آپ میں خرچہ کیا کرتے تھے اور آپ لوگوں سے اس پر عہد بھی لیا۔

(نسائی روایت 4148)

جَمَعَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَنِي مَرْوَانَ حِينَ اسْتُخْلِفَ، فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ فَدَكُ، فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا، وَيَعُودُ مِنْهَا عَلَى صَغِيرِ بَنِي هَاشِمٍ، وَيُزَوِّجُ مِنْهَا أَيِّمَهُمْ، وَإِنَّ فَاطِمَةَ سَأَلَتْهُ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَأَبَى، فَكَانَتْ كَذَلِكَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وَلِيَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَيَاتِهِ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وَلِيَ عُمَرُ عَمِلَ فِيهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَا حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، ثُمَّ أُقْطِعَهَا مَرْوَانُ، ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ۔ قَالَ عُمَرُ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ : فَرَأَيْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ لَيْسَ لِي بِحَقٍّ، وَأَنَا أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَدَدْتُهَا عَلَى مَا كَانَتْ۔ يَعْنِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا عمر بن عبد العزیز جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ فدک وغیرہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اموال تھے اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہلبیت و مسلمانوں و فی سبیل اللہ خرچ کیا کرتے تھے... سیدہ فاطمہ نے اپنی ملکیت کے لیے کچھ لینا چاہا تو رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا... پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اسی عمل و خرچ کو جاری رکھا پھر سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی اس عمل کو جاری رکھا پھر یہ مروان کے حوالے کر دیا گیا اور پھر یہ مجھے ملا تو میں عمر بن عبدالعزیز کہتا ہوں کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کی ملکیت قرار نہ دیا وہ میرا حق نہیں ہو سکتا میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس کو اسی حال پر واپس لوٹا رہا ہوں کہ جس حال پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کیا کرتے تھے (ابوداود روایت 2972)

اموالِ رسول کریم ﷺ سب مسلمانوں کے لیے صدقہ ہے کسی کے لیے ملکیت نہیں اور خلفاء راشدین نے ان اموال کو کیسے خرچ کیا؟؟

اوپر حدیث گزری ہے جس کی گواہی سیدنا علی نے دی سیدنا ابو بکر صدیق نے دی سیدنا عمر نے دی سید عباس نے دی ان سب نے تمام صحابہ کرام نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑا ہوا مال صدقہ ہے، اور صدقہ تو کسی کے لئے خاص نہیں ہوتا وہ تو تمام مسلمانوں کو دیا جا سکتا ہے... کمال عشق و محبت دیکھئے کمال اطاعت و پیروی دیکھئے کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے اہل بیت کو بھی دیا مسلمانوں کو بھی دیا... اللہ کی راہ میں خرچ کیا، اور سیدنا عمر نے بھی ایسا ہی کیا جیسے کہ اوپر روایات میں دوٹوک لکھا ہے۔ اوپر روایات میں سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ نہیں۔ **سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح کا معاملہ فرمایا۔ ملاحظہ کیجیے!**

قَالَ : فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ.

سیدنا زہري فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق سے لے کر سیدنا علی وغیرہ تک یہ اسی طریقے پر جاری ہے (کہ اموال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی ملکیت نہیں ہے وہ صدقہ ہیں وہ اہل بیت و دیگر رشتہ داروں اور دیگر مسلمانوں اور اللہ کی راہ میں خرچ ہوتا رہا سب خلفاء راشدین کے دور میں)۔

(ابوداؤد روایت 2968)

ولهذا لَمَّا صارت الخِلافة إلى عليٍّ لم يُغيِّرْها عن كونها صدَقة

جب سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اسی طریقے کو جاری رکھا جو سیدنا ابو بکر صدیق نے جاری رکھا تھا اور اموالِ رسول کریم کو صدقہ قرار دیا

(اللامع الصبیح بشرح الجامع الصحیح 9/156)

(کتاب منحة الباري بشرح صحیح البخاري 6/209)

ومما يدل على ما قلناه: ما قاله أبو داود: أنه لم يختلف على - رضى الله عنه - أنه لما صارت الخلافة إليه لم يغيرها عن كونها صدقة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال صدقہ ہیں اس بات پر یہ بھی دلیل ہے کہ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اسے صدقہ قرار دیا اور جس طرح سیدنا صدیق اکبر نے خرچہ جاری کیا تھا سیدنا علی نے اسی طریقے پر اسی طرز کو جاری رکھا اس سے تبدیل نہ کیا کسی کی ملکیت قرار نہ دیا۔

(إکمال المعلم بفوائد مسلم 6/79)

سیدنا عثمان نے فدک مروان کو کیوں دیا؟؟

اوپر روایت میں اشارہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے باغ فدک مروان کو دیا تھا...

تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ جو بھی تھا وہ سب مسلمانوں کے لئے صدقہ تھا وہ اہل بیت پہ خرچ ہو سکتا تھا دوسرے مسلمانوں پر بھی خرچ ہو سکتا تھا کسی اہل بیت پر خرچ کرنا فرض واجب نہیں تھا... عین ممکن ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر صدقات میں سے اہل بیت کو خرچہ دیا اور فدک صدقہ ان سے لے کر کسی اور کو دے دیا ہو.....؟؟

سنی یا شیعہ نجدی تمام کتب میں لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مالی ترکہ نہ تھا جو بھی تھا وہ سب صدقہ تھا جیسے اوپر احادیث گزریں... تو صدقہ کسی بھی مسلمان پر خرچ ہو سکتا ہے لہذا سیدنا عثمان پر کوئی اعتراض نہیں... ہاں یہ طرز جاری تھا کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے سیدنا عمر نے سیدنا علی نے اسی طرح اہل بیت وغیرہ پر خرچ کیا جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کیا کرتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ قرآن اور حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا لَهُ فِيهَا حَقٌّ

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑا ہوا مال صدقہ ہے تو) اس صدقے میں ہر مسلمان کا حق ہے (وہ کسی کے لیے خاص نہیں)۔

(ابوداود روایت2966)

بين المسلمين ومصالحهم، وأن أمره إلى من يلي أمره بعد، متفق عليه بين الصحابة حتى العباس وعلي

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مال صدقہ ہیں وہ مسلمانوں میں اہلبیت وغیرہ میں خرچ

ہوتے رہیں گے اور اس کی نگرانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کے خلیفہ کے سپرد ہے اس بات پر تمام صحابہ کا اتفاق ہے حتی کہ سیدنا عباس اور سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہما کا بھی اسی بات پر اتفاق ہے۔

(لمعات التنقیح في شرح مشكاة المصابیح 7/146)

اب جب ثابت ہو گیا کہ احادیث اور صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اموال صدقہ ہیں تو لازم نہیں ہے کہ صرف اہل بیت میں ہی خرچ ہو وہ کہیں بھی خرچ ہو سکتے ہیں... یہ سب خلیفہ کی صوابدید پر ہے کہ وہ کہاں پر زیادہ حاجت کو محسوس کرتا ہے وہاں پر خرچ کرے گا۔

لهذا سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے جب دیکھا کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اموال اہل بیت میں خرچ کرنا لازم نہیں ہے تو انہوں نے دیگر اموال اہل بیت کو دیے اور اموال رسول دیگر معاملات میں خرچ کیے۔

إِنَّمَا أَقْطَعَ عُثْمَانُ فَدَكَ لِمَرْوَانَ لِأَنَّهُ تَأَوَّلَ أَنَّ الَّذِي يَخْتَصُّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ لِلْخَلِيفَةِ بَعْدَهُ فَاسْتَغْنَى عُثْمَانُ عَنْهَا بِأَمْوَالِهِ

باغ فدک سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے مروان کو دیا تھا خرچے کیلئے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ دلیل پکڑی کہ اموال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی خلیفہ کے لئے سپرد ہے تو سیدنا عثمان نے دیگر مال اہل بیت کو دے کر اموال رسول کریم سے مستغنی کر دیا۔

(کتاب فتح الباري لابن حجر 6/204)

عَلَيْهِ وَكَانَ تَأْوِيلُهُ فِي ذَلِكَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ مَا بَلَغَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ مِنْ قَوْلِهِ إِذَا أَطْعَمَ اللَّهُ نَبِيًّا طُعْمَةً فَهِيَ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ يَأْكُلُ مِنْهَا وَيُنْفِقُ عَلَى عِيَالِهِ قُوتَ سَنَةٍ وَيَصْرِفُ الْبَاقِي مَصْرِفَ الْفَيْءِ فَاسْتَغْنَى عَنْهَا عُثْمَانُ بِمَالِهِ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروان وغیرہ کو اموال میں سے دیا تو اس کی تاویل یہ تھی کہ آپ کو یہ دلیل معلوم تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو رسول اللہ کے مال ہیں وہ رسول اللہ کے بعد آنے والے خلیفہ کی نگرانی میں ہوں گے ان کی صوابدید پر ہوں گے لہذا سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی صوابدید یہ تھی کہ انہوں نے دیگر اموال اہل بیت کو دے کر اموال رسول کریم سے ان کو مستغنی کر دیا

(عون المعبود و حاشیۃ ابن القیم 8/138)

صدیق اکبر نے قربی رسول اللہ کو نہ دیا کا معنی؟

امام ابو داود و دیگر محدثین سے ہم نے ثابت کر دیا کہ خلفائے راشدین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو قریبی رشتہ داروں کو اور دیگر مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اموال میں سے خرچہ دیا کرتے تھے، معترض نے جو امام ابو داود کے حوالے سے لکھا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو کچھ نہ دیتے تھے یہ سراسر جھوٹ ہے.... امام ابو داود نے ایسی کوئی حدیث نہیں لکھی بلکہ یہ سیدنا جبیر کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذووی القربی کو سیدنا صدیق اکبر نہ دیتے تھے اور باقی تقسیم رسول اللہ علیہ والی فرماتے تھے۔

پہلی بات:

سیدنا جبیر کا قول دیگر محدثین کے بظاہر خلاف ہے تو غیر معتبر ہے۔

وهذا الحديث يخالفه فيما يأتي قريبًا من حديث

(بذل المجهود في حل سنن أبي داود 10/166)

دوسری بات:

امام ابو داؤد نے ذووی القربی باب لکھا ہے مطلب دور کے رشتہ دار یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے رشتہ داروں کو سیدنا صدیق اکبر نہ دیتے تھے کیونکہ مال اتنا زیادہ تھا کہ وہ سب کو دیتے بلکہ نبی پاک نے بھی اپنے بعض ذوی قربی یا دور کے رشتے داروں نہ دیا جیسا کہ ابو داود کے اس باب میں ہے۔

بَابٌ.فِي بَيَانِ مَوَاضِعِ قَسْمِ الْخُمُسِ، وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبَى

(ابو داود قبیل 3/255)

(ذَوُو الْقُرْبَى)الْمُرَادُ بِهِمْ الْمَذْهَبُ الأَوَّل: أَنَّهُمْ بَنُو هَاشِمٍ فَقَطْ، وَهُوَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو حَنِيفَةَ وَمَالِكٌ...الْمَذْهَبُ الثَّانِي: أَنَّ ذَوِي الْقُرْبَى هُمْ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ فَقَطْ وَهُوَ الْمَذْهَبُ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ (٥) ، وَالْحَنَابِلَةِ...الْمَذْهَبُ الثَّالِثُ: أَنَّ ذَوِي الْقُرْبَى هُمْ بَنُو قُصَيٍّ وَذَلِكَ مَرْوِيٌّ عَنْ أَصْبَغَ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ،...الْمَذْهَبُ الرَّابِعُ: أَنَّ ذَوِي الْقُرْبَى قُرَيْشٌ كُلها

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذووی القربی (دور کے) رشتہ دار کون سے ہیں.....؟؟اس

میں اختلاف ہے کچھ فرماتے ہیں کہ فقط بنو ہاشم ہیں اور اور یہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک کا قول ہے.. کچھ فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں اور یہ امام شافعی کا قول ہے اور حنبلیوں کا قول ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد بنو قصی ہیں اور یہ بعض مالکیوں سے مروی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ سب قریش ذووی القربی ہیں۔

(كتاب الموسوعة الفقهية الكويتية،3370/67)

تیسری بات:

ایک توجیہ یہ لکھی ہے کہ بے شک سیدنا صدیق اکبر دیتے تھے تو لہذا سیدنا جبیر کا قول کم علمی غلط فھمی پر مبنی ہے معتبر نہیں ہے۔

هذا إما مبني على عدم علمه بإعطاء أبو بكر إياهم وسيجيء عن علي ما يدل على أنه كات يعطي، فلعله كان يعطي ولم يطلع عليه جبير والإثبات مقدم علي النفى

سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ نے یہ جو فرمایا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ذووی القربی کو نہ دیا کرتے تھے تو یہ سید جبیر کی کم علمی ہے کہ انہیں معلوم نہیں تھا... سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تو دیا کرتے تھے جیسے کہ اگلی والی حدیث سے ثابت ہے... اور ثبوت والی حدیث نفی والی روایت پر مقدم ہے۔

(فتح الودود في شرح سنن أبي داود3/307)

رسول کریم کی مالی میراث نہیں، انکا مال صدقہ ہے، شیعہ کتب سے کچھ حوالے جات!

رسول الله صلى الله عليه وآله يقول: " نحن معاشر الأنبياء لا نورث ذهبا ولا فضة ولا دارا ولا عقارا وإنما نورث الكتاب والحكمة والعلم والنبوة وما كان لنا من طعمة فلولي الأمر بعدنا أن يحكم فيه بحكمه

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے سونے کا نہ چاندی کا نہ ہی گھر کا نہ ہی زمینوں کا... ہم تو کتاب اور حکمت اور علم کا وارث بناتے ہیں... جو کچھ ہمارا مال ہے وہ ہمارے بعد جو خلیفہ آئے گا اس کے سپرد ہے اس کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ کس طرح خرچ کرتا ہے۔

(شیعہ کتاب الاحتجاج۔الشیخ الطبرسي **1/142**)

، وإن العلماء ورثة الأنبياء إن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما ولكن ورثوا العلم

شیعہ کہتے ہیں کہ بے شک علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں اور انبیائے کرام نے کسی کو درہم اور دینار (مالی وراثت) کا وارث نہیں بنایا انکی وراثت تو فقط علم ہے۔

(شیعہ کتاب الکافي۔الشیخ الکلینی **1/34**)

أني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول: نحن معاشر الأنبياء لا نورث ذهبا ولا فضة ولا دارا ولا عقارا وإنما نورث الكتب (3) والحكمة والعلم والنبوة، وما كان لنا من طعمة فلولي الامر بعدنا ان يحكم فيه بحكمه

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو

وارث نہیں بناتے سونے کا نہ چاندی کا نہ ہی گھر کا نہ ہی زمینوں کا... ہم تو کتاب اور حکمت اور علم کا وارث بناتے ہیں... جو کچھ ہمارا مال ہے وہ ہمارے بعد جو خلیفہ آئے گا اس کے سپرد ہے اس کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ کس طرح خرچ کرتا ہے۔

(شیعہ کتاب بحار الأنوار ۔العلامة المجلسي 29/231)

وإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: (إنا معاشر الأنبياء لا نورث ذهبا ولا فضة، ولا دارا ولا عقارا. وإنما نورث الكتاب والحكمة، والعلم والنبوة

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے سونے کا نہ چاندی کا نہ ہی گھر کا نہ ہی زمینوں کا... ہم تو کتاب اللہ اور حکمت اور علم کا وارث بناتے ہیں۔

قال: فلما وصل الأمر إلى علي بن أبي طالب عليه السلام كلم في رد فدك، فقال: إني لأستحي من الله أن أرد شيئا منع منه أبو بكر وأمضاه عمر

شیعہ لکھتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے باغ فدک کے بارے میں بات کی اور فرمایا کہ مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں ایسا کام کرو کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے جس سے منع کیا ہو اور اس کو سیدنا عمر نے جاری کیا ہو۔

(شیعہ کتاب الشافي في الامامة ۔الشریف المرتضی 4/76)

ویسے تو ہم شیعہ کتب کے متعلق کہتے ہیں کہ جھوٹ تضاد گستاخی سے بھری پڑی ہیں مگر کچھ سچ بھی لکھا ہے انہون نے لیھذا کتب شیعہ کی بات قرآن و سنت معتبر کتب اہلسنت کے موافق ہو گی تو وہی معتبر...مذ کورہ حوالہ جات موافق قرآن و سنت ہیں، موافق کتب اہلسنت ہین لہذا معتبر۔ کیو نکہ شیعہ ناصبی جیسے جھوٹے بھی کبھی سچ بول جاتے ہیں، لکھ جاتے ہیں اگرچہ الٹی سیدھی تاویلیں اپنی طرف سے کرتے ہیں جو کہ معتبر نہیں۔

قَدْ يَصْدُقُ الْكَذُوبَ

ترجمہ:

بہت بڑا جھوٹا کبھی سچ بول دیتا ہے

(فتح الباری9/56، شیعہ کتاب شرح اصول کافی2/25)

سوال:

علامہ صاحب ایک شیعہ دوست نے اسکین بھیجا ہے مجھے بھی کنفیوز کر دیا ہے۔براءے مہربانی اس کا تسلی بخش تفصیلی جواب عنایت فرمائیں:

اسکین میں ایک شیعہ کا دعوی تھا کہ بزاز مسند ابو یعلی تفسیر در منثور وغیرہ کتب اہلسنت میں صحیح سند کے ساتھ حدیث ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ فدک اپنی حیات مبارکہ ہی میں بی بی فاطمہ کو دے دیا تھا۔

جواب وتحقیق:

تفسیر در منثور کی پوری روایات یہ ہے:

أخرج الْبَزَّار وَأَبُو يعلى وَابْن أبي حَاتِم وَابْن مرْدَوَيْه عَن أبي سعيد الْخُدْرِيّ رَضِي الله عَنهُ قَالَ: لما نزلت هَذِه الْآيَة {وَآت ذَا الْقُرْبَى حَقه} دَعَا رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَاطِمَة فَأَعْطَاهَا فدك

ترجمہ:الْبَزَّار وَأَبُو يعلى وَابْن أبي حَاتِم وَابْن مرْدَوَيْه نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نہ سے روایت کی ہے کہ جب آیت نازل ہوئی کہ رشتے داروں کو ان کا حق تو حضور نے فاطمہ کو بلایا اور انہیں باغ فدک دے دیا۔

[الدر المنثور في التفسير بالمأثور 5/273]

اس روایت کی سند کیا ہے اور کیسی ہے اس پر بات بعد میں کریں گے پہلے امام ابن کثیر کا اس روایت پے تبصرہ پڑھیے آپ لکھتے ہیں:

وَهَذَا الْحَدِيثُ مُشْكَلٌ لَوْ صَحَّ إِسْنَادُهُ؛ لَأَنَّ الآية مكية، وفدك إِنَّمَا فُتِحَتْ مَعَ خَيْبَرَ سَنَةَ سَبْعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ

ترجمہ: اگر اس روایت کی سند کو صحیح مان لیا جائے تو اس پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ آیت مکی ہے اور فدک تو (آیت کے نازل ہونے کے کئی سال بعد) مدینہ میں 7 ہجری میں فتح خیبر کے ساتھ فتح ہوا تھا (یعنی آیت نازل ہوتے وقت باغ فدک رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ملکیت میں ہی نہیں تھا تو انھوں نے بی بی فاطمہ کو کیسے دیا۔۔۔۔؟؟)۔

(تفسیر ابن کثیر 5/69)

ایک اور عقلی دلیل ملاحظہ کیجیے:

المشهور المعتمد عليه ان فاطمة سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم فدك فلم يعطها۔ كذا روى عن عمر بن عبد العزيز۔ ولو كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطاها فاطمة لما منعها عنها الخلفاء الراشدون لا سيما على رضى الله عنه فى خلافته والله اعلم

ترجمہ: مشہور اور معتمد یہ ہے کہ بی بی فاطمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باغ فدک کا مطالبہ کیا تھا لیکن رسول اللہ نے ان کو نہیں دیا جیسے کہ عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے.... یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ دیا ہو اور خلفاء راشدین نہ دیں خاص طور پر سیدنا علی (کہ انہوں نے بھی اپنی خلافت میں بی بی فاطمہ کے وارثوں میں باغ فدک تقسیم نہ کیا)۔

[التفسير المظهري,5/434]

اب آتے ہیں تفسیر در منثور کی اس مذکورہ روایت کی سند کی طرف!

اسکی سند یہ ہے۔

قَرَأْتُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ الطَّحَّانِ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: هُوَ مَا قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

(مسند ابی یعلی روایت 1075)

.حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

(البزاز بحوالہ تفسیر ابن کثیر 5/68)

دونوں سندوں میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ مرکزی راوی عطیہ ہے اور عطیہ راوی کے متعلق علمائے جرح و تعدیل کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔

ضعيف الحديث وكان شيعيا

عطیہ عوفی ضعیف الحدیث ہے اور یہ شیعہ تھا۔

(سیر اعلام النبلاء 5/326)

2321 - عَطِيَّة بن سعد أَبُو الْحسن الْكُوفِي ضعفه الثَّوْرِيّ وهشيم وَيحيى وَأحمد والرازي وَالنَّسَائِي

عطیہ بن سعد الکوفی کو امام ثوری نے امام ہشیم نے امام یحییٰ نے امام احمد نے امام رازی نے امام نسائی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

[الضعفاء والمتروکون 2/180]

عطية بن سعد العوفى [الكوفي]

تابعي شهير ضعيف..كان عطية يتشيع

عطية بن سعد العوفی الکوفي مشہور تابعی ہے ضعیف ہے اور اس میں شیعیت تھی۔

[میزان الاعتدال,3/79]

وذكر عطية العوفى فقال هو ضعيف الحديث

عطیہ عوفی کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ضعیف الحدیث ہے۔

[الجرح والتعديل لابن أبي حاتم,6/383]

وَقَال مسلم بن الحجاج: قال أحمد وذكر عطية العوفي، فقال: هو ضعيف الحديث....وكان يعد مع شيعة أهل الكوفة

امام مسلم نے فرمایا کہ امام احمد نے فرمایا کہ ذکر ہوا عطیہ عوفی کا تو فرمایا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے اور یہ کوفی شیعوں میں شمار کیا جاتا تھا۔

[تهذيب الكمال في أسماء الرجال20,148/147]

وَكَذَا ضعفه غير وَاحِد....وَكَانَ شِيعِيًّا

اسی طرح عطیہ عوفی کو کئی علماء نے ضعیف قرار دیا ہے اور یہ شیعہ تھا۔

[الوافي بالوفيات,20/56]

عطیہ عوفی کوفی جسکو اکابر علماء جرح و تعدیل نے ضعیف و غیر معتبر شیعہ راوی کہا جب ایسا راوی ایسی روایت کرے کہ جو صحیح روایت کے خلاف ہو عقل اور حقیقت کے بھی خلاف ہو اور اسکی روایت کی مثل و تائید کسی معتبر روایت سے نہ ہو تو یقیناً اسکی ایسی منفرد روایت مردود نا قابل حجت کہلائے گی۔ صحیح روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ فاطمہ نے فدک طلب کیا مگر رسول کریم نہ دیا۔

.لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غيره

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فدک وغیرہ اپنی ملکیت ہی میں رکھے کسی کو نہ دیے۔
[صحيح البخاري حديث 3094]
اور تفصیلی دلائل تحریر کے شروع میں لکھ آئے، دوبارہ ملاحظہ کرسکتے ہیں!

===

حدیث پاک کہ انبیاء کرام علیھم السلام کی مالی وراثت نہیں، اس حدیث کے راوی ایک نہیں بلکہ بہت ہیں کم از کم 14 راوی تو ہم نے یہاں لکھے ہیں نیز شیعہ کتب سے بھی انبیاء کرام کی مالی وراثت نہ ہونا ثابت ہے۔

تمہید:

حنیف قریشی اپنے اپ کو اہل سنت کا نمائندہ کہتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ!

المفھوم:

حدیث پاک کہ انبیاء کرام علیھم السلام کی مالی وراثت نہیں، اس حدیث پاک کے راوی فقط ایک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، اور سیدنا ابو بکر صدیق کو سننے میں غلطی لگ سکتی ہے، اجتہادی خطاء ان سے اس معاملے میں بھی ہو سکتی ہے۔ وڈیو وائرل ہے۔

جواب وتحقیق:

نام نہاد سنی بہت گذرے اور اجکل بھی بہت ہیں جو اہلسنت کا لبادہ اوڑھ کر ناصبیت یا رافضیت وغیرہ کو فروخ دے رہے ہیں، انہی میں سے حنیف قریشی مشہدی چمن ریاض شاہ اینڈ کمپنی ہیں..... رافضیت کو خوش کرنے کی بات کرکے لگتا ہے کہ توبہ توبہ کرنا انکا کھیل

بن چکا ہے لیھذا اصحابہ کرام وعلماء عظام کے فتوے کے مطابق یہ لوگ سچی پکی توبہ بھی کریں اور ان پر لازم ہے کہ بڑے عرصے تک وعظ تقریر تحریر سے رک جاءیں ورنہ حکومت زبردستی روکے ورنہ عوام وعلماء انکا بائیکاٹ کریں اور زبردستی انکو روکیں اور اس قسم کے اشخاص توبہ کے بعد تقریر تحریر سے رک کر اہلسنت کی تعلیمات عقائد فقہ و نظریات تاریخ و سیرت وغیرہ معتبر اہلسنت علماء سے حاصل کریں پھر جب معتبر علماء اہل سنت مفتیان اہل سنت انہیں اجازت دیں تب جا کر یہ باحوالہ محتاط گفتگو کر سکتے ہیں۔

حنیف قریشی کی بات کا جواب تو کئی علماء اہلسنت نے دیا ہے....اسلاف کی پیروی میں ہم نے بھی کچھ لکھا ہے...لیجیے پڑھیے اور مخالفین تک پہنچایئے انکے متعلقین تک پہنچاءیے شاید کہ ہدایت کا باعث بنے......!!

سیدنا علی، سیدنا عباس، سیدنا عثمان، سیدنا عبدالرحمن بن عوف، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نظریہ!

یہ 7 ثقہ ترین معتبر ترین صحابہ کرام میں سے ہیں، حلفاًارشاد فرمارہے ہیں کہ:

عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ......أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ". يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ ؟ قَالَ الرَّهْطُ : قَدْ قَالَ ذَلِكَ. فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ : أَنْشُدُكُمَا

اللَّهَ، أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ ؟ قَالَا : قَدْ قَالَ ذَلِكَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان، سیدنا عبدالرحمن بن عوف، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنھم سے فرمایا!

تم سب کو قسم ہے اللہ کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں زمین و آسمان ہے کیا بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہماری کوئی مالی وراثت نہیں....؟؟

سب نے کہا:

بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے!

پھر سیدنا عمر نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنھم سے فرمایا کہ تمھیں قسم ہے کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرمایا تھا....؟؟ سیدنا علی سیدنا عباس دونوں نے فرمایا کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

(بخاری حدیث3094... مسلم حدیث1757)

ابوداؤد حدیث2663... ترمذی حدیث1610)

الفاظوں پے غور کیجیے..... قسم دی جارہی ہے اللہ تعالیٰ کی اور یہ سات عظیم ترین ثقہ ترین معتبر ترین صحابہ کرام میں سے ہیں وہ بھی " قد قال " یعنی بے شک بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہہ رہے ہیں یعنی قسم اور تاکید کے ساتھ کہہ رہے ہیں، تصدیق تائید کر رہے

ہیں......اب بھی کوئی کہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے سننے میں غلطی ہو سکتی ہے تو وہ اپنے دماغ عقل بغض جہالت کا علاج کرائے۔

یہ سات صحابہ کرام فرما سکتے تھے کہ پتہ نہیں ہم نے تو نہیں سنا شاید سیدنا ابو بکر نے سنا ہو......ایسا کہتے تو کون مائی کا لال انکو روک سکتا تھا......؟؟ کیونکہ کچھ ایسے مسائل گذرے ہیں جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یا کسی اور صحابی نے اچھے انداز میں اختلاف کرتے ہوئے دو ٹوک الگ فیصلہ سنایا۔

مگر یہ سارے مل کر قسم اٹھا کر فرما رہے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کرام کی کوئی مالی میراث نہیں ہوتی....یقینا انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حدیث سنی تبھی تو اتنے یقین سے فرما رہے ورنہ فرما دیتے کہ ہم نے تو نہیں سنی.....؟؟

اب بھی شک ہے کسی حنیف قریشی جیسے کو تو پھر وہ سنیت کے لبادے میں کذاب جھوٹا مکار مردود منافق نہیں تو کیا ہے......؟؟

عظیم ترین... ثقہ ترین... معتبر ترین صحابہ کرام میں سے ہیں کا مطلب واضح ہے کہ دیگر صحابہ کرام بھی معتبر ثقہ عظیم الشان ہیں......اگرچہ ان سات کی شان بہت ہی زیادہ ہے مگر کوئی صحابی کمتر بھی نہیں، ہرگز نہیں....!!

سیدنا ابوبکر سیدنا عمر رضی اللہ عنہما دونوں نے سنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ فَاطِمَةَ جَاءَتْ أَبَا بَكْرٍ ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،

تَسْأَلُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَا : سَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ : " إِنِّي لَا أُورَثُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کہ ہم نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری کوئی مالی وراثت نہیں۔

(ترمذی حدیث 1609)

سننے کی صراحت واضح کر رہی ہے کہ سننے والے فقط ایک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نہیں ہے بلکہ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہما دونوں نے سنا......اب بھی شک کرو گے...؟؟

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ راوی....اور الفاظ و انداز بھی ملاحظہ کیجیے!

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " لَا نُورَثُ ؛ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ....فَاضَتْ عَيْنَا أَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي...وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کرام علیھم السلام کی کوئی مالی وراثت نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ عامہ ہے (جو کسی کی بھی ملکیت نہیں بنے گا)..... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور خرچہ ضرور ملا کرے گا (جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خرچہ دیا کرتے تھے)..... سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ زار و قطار رونے لگے اور فرمانے لگے اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار مجھے میری ال سے زیادہ محبوب و عزیز ہیں کہ میں ان کی خدمت و محبت کرتا رہوں.... جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطور خرچہ دیا کرتے تھے اسی طرح میں بھی دیا کروں گا۔

(بخاری حدیث 4241.... مسلم حدیث 1759)

سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ راوی!

عَنْ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنَّا لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ہم انبیاء کرام علیھم السلام کا کوئی مالی ورثہ نہیں ہے جو ہم چھوڑ کے جائیں وہ صدقہ ہے۔

(مسند احمد حدیث 336)

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ راوی!

فَقَالَتْ عَائِشَةُ : أَلَيْسَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَا

نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم انبیاء کرام علیہم السلام کا کوئی مالی ورثہ نہیں جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

(بخاری حدیث 6730.... مسلم حدیث 1758)

عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ "

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم انبیاء کرام علیہم السلام کا کوئی مالی ورثہ نہیں جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

(مسند احمد حدیث 25125)

راوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ!

أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا کوئی مالی ورثہ نہیں ہے ہم جو چھوڑ کے جائیں وہ صدقہ ہے۔

(مسلم حدیث 1761)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُورَثُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو مالی وارث نہیں بناتے۔

(مسند احمد حدیث 9972)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: »لَا يَقْسِمُ وَرَثَتِي بَعْدِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد میری کوئی وراثت تقسیم نہیں ہو گی۔

(صحیح ابن حبان حدیث 6699)

راوی سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا!

وَعَنْ جُوَيْرِيَةَ قَالَ: »مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَوْمَ تُوُفِّيَ إِلَّا بَغْلَةً بَيْضَاءَ، وَسِلَاحَهُ، وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً«.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی وفات کے وقت چھوڑا سواری کے جانور، عصا مبارک، جنگی سامان، اور جائیداد۔ سب کچھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ عامہ قرار دے دیا (جو کسی کی ملکیت نہیں

ہو سکتا) امام ہیثمی فرماتے ہیں اس کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے معتبر ہے۔

(مجمع الزوائد حدیث 14285)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما راوی!

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " »إِنَّا لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ« ".رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَمْرٍو الْبَجَلِيُّ، وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ، وَضَعَّفَهُ غَيْرُهُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم انبیاء کرام علیہم السلام کسی کو مالی وارث نہیں کرتے جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے.... امام ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں ایک راوی ہے جس کو کچھ علماء نے ضعیف قرار دیا ہے اور امام ابن حبان نے اس کو ثقہ معتبر قرار دیا ہے اور باقی راوی اس کے سب ثقہ معتبر ہیں۔

(مجمع الزوائد حدیث 14287)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ راوی!

حُذَيْفَةَ , عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ النَّبِيَّ لَا يُورَثُ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ و سلم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ نبی کا تو کوئی مالی وارث نہیں ہوتا

(السنن الکبری للبیہقي حديث 12743)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ راوی!

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَبَرَةً مِنْ جَنْبِ بَعِيرٍ فَقَالَ: " يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِي مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكُمْ قَدْرَ هَذِهِ إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے لیے خمس حلال ہے اور یہ خمس میرے بعد تم ہی کی طرف صدقہ ہو کر لوٹے گا (صدقہ عامہ ہو گا کسی کی وراثت و ملکیت نہ ہو گا)۔
(السنن الکبری للبیہقي حديث حديث 12747)

ہماری ناقص تلاش و تحقیق کے مطابق مذکورہ حدیث پاک کے 14 راوی ہیں..... عظیم ترین ثقہ ترین معتبر ترین راوی ہیں....اور شک نہیں کہ گہری تحقیق کی جائے تو مزید راوی ہمارے مطالعے میں آئیں گے.....!!

مشہور کیا جارہا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق کی طرف خطاء اجتہادی کی نسبت کو گستاخی قرار دے رہے ہو تو سیدہ فاطمہ کو اجتہادی خطاء پے کہنا کیوں گستاخی نہیں....؟؟

جواب:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متواتر حدیث کہ جس کے بعض راوی و تائید کرنے والے اہلبیت اطہار بھی ہیں اس حدیث پے عمل کیا، اجتہاد نہ کیا تو اس معاملے میں سیدنا

صدیق اکبر کو اجتہادی خطاء پے کہنا جھوٹ و گستاخی ہے۔ جبکہ بعض علماء کے مطابق سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنھا نے حدیث پاک سننے کے بعد بھی اجتہاد کیا(جو کہ انکی اجتہادی خطاء ہے)....اس لیے مسئلہ فدک میں سیدہ پاک رضی اللہ عنھا کی طرف اجتہادی خطاء کی نسبت بقول بعض علماء اہلسنت کی جاسکتی ہے کہ اجتہاد کیا۔ لیکن مسئلہ فدک میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اجتہادی خطاء کی نسبت کرنا جھوٹ و گستاخی کہلایا کہ انہوں نے تو اجتہاد ہی نہیں کیا۔

توبہ قبول مگر پابندی؟

ثم تركه حتى برأ ثم عاد له ثم تركه حتى برأ فدعا به ليعود فقال صبيغ إن كنت تريد قتلي فاقتلني قتالا جملا وإن كنت تريد أن تداويني فقد والله برأت فأذن له إلى أرضه فكتب إلى موسى الأشعري أن لا يجالسه أحد من المسلمين فاشتد ذلك على الرجل فكتب أبو موسى الأشعري إلى عمر أن قد حسنت هنيته فكتب عمر أن ائذن للناس بمجالسته

(صبیغ بدمذہب کو سیدنا عمر نے سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا تو سیدنا عمر نے کوڑے مارے) پھر اسے کچھ عرصہ چھوڑ دیا جب اس کے زخم ٹھیک ہو گئے تو پھر کوڑے مارے پھر کچھ عرصہ چھوڑ دیا پھر اس کے زخم ٹھیک ہو گئے تو پھر اسے بلایا تا کہ کوڑے دوبارہ ماریں تو صبیغ نے کہا کہ اے عمر رضہ اللہ تعالیٰ عنہ اگر اپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو اچھی طرح سے قتل کیجئے اور اگر اپ چاہتے ہیں کہ اپ میری دوا فرمائیں تو اللہ کی قسم میں ٹھیک ہو گیا ہوں(بدمذہبی

سے توبہ کرچکا ہوں) تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کو اسکے علاقے جانے کی اجازت دے دی اور حضرت سیدنا ابو موسی اشعری کی طرف خط لکھا کہ (اس نے توبہ اگرچہ کرلی ہے لیکن پھر بھی) اس کی مجلس میں نہ بیٹھا جائے ، اسے لوگوں کی مجلس میں نہ بٹھایا جائے (مکمل بائیکاٹ کیا جائے) معاملہ یونہی شدت سے چلا پھر سیدنا ابو موسی اشعری نے سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف خط لکھا کہ اس کی اصلاح ہو گئ ہے تب جا کر سیدنا عمر نے اجازت دی کہ لوگ اس کی مجلس میں جاسکتے ہیں، اسے اپنے مجلس میں بلا سکتے ہیں۔
(تاریخ دمشق لابن عساکر 23/ 411)

واضح ثبوت ہے کہ کسی شخص کی اگر توبہ سچی نہ ہونے کے آثار ہوں وہ بار بار توبہ کرے اور بار بار توہین کرے حیلے بہانے فسادات انتشار کرے تو اسے حاکم وقت سزا دے گا، قاضی سزا دے گا اور اج کے دور میں علمائے اہل سنت میں سے جو باشعور نڈر طاقتور ہو وہ قاضی کا درجہ رکھتا ہے وہ سزا دے پابندی لگائے لگوائے۔

ایسے شخص کو کسی محفل میں خطاب کرنے نہ دیا جائے اور لوگوں کو ان کے قریب نہ چھوڑا جائے لوگوں کو پر لازم ہو گا کہ اس کا بائیکاٹ کریں...وہ شخص معتبر سچے علماء اہلسنت سے دین حاصل کرے اپنے خدشات کا جواب حاصل کرے جب علماء تصدیق فرمادیں کہ اس کے حالات اچھے ہو گئے ہیں اس کے نظریات اچھے ہو گئے ہیں تب وہ شخص خطاب و تقاریر تدریس امامت خطابت کر سکتا ہے ورنہ سخت پابندی لگانا حسب طاقت اہل پر لازم ہے۔

حنیف قریشی چمن زمان ریاض شاہ مرزا جہلمی طاہر طارق وغیرہ کی بدمذہبیں توہینِ صحابہ، سیدنا حسن کی توہین، سیدنا معاویہ کی توہین، سیدنا عمرو بن العاص کی توہین اور دیگر توہینیں اور تحریفات اور منافقتیں اور بے باکیاں اور صلح کلی اور اسلاف کی توہین اور چرب زبانیاں اور

شریعت پر جراء تیں ڈھٹائیاں مکاریاں اور تاویلات فسادات۔اللہ پناہ اللہ پناہ۔

ایسوں کو حکومت قید کرے،یا تادیباو عبرتاً سزائے موت تک کچھ کو دے اور بقیا کی علماء برحق سے انکی اصلاح کروائی جاءے، کافی عرصہ تک ان پر پابندی ہو،بائیکاٹ ہو،جب انکے حال و نظریات کی درستگی کی تصدیق معتبر علماء فرمادیں تب انہیں جلسے جلوس امامت خطابت سوشل میڈیاو غیرہ پے بیانات تقاریر تدریس وعظ کی اجازت دی جائے

فتاوی فیض رسول میں ہے

پھرا گرچہ اس نے توبہ کرلی ہواور اپنے سنی ہونے کااعلان کرتا ہو اسے امام نہیں بنا سکتے بلکے لازم ہے کہ اسے زمانہ دراز تک معزول رکھیں اور اسکے احوال کو بغور دیکھیں اگر وہ ثابت قدم رہتا ہے تو اسکو امام بنایا جاسکتا ہے۔

اعلی حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسے دیکھیں کہ ان گمراہ لوگوں سے میل جول رکھتا ہے انکے مجالس میں وعظ کرتا ہے اسکا حال مشتبہ ہے ہر گز اسکو نہ بنائیں اگرچہ خود کو سنی صحیح العقیدہ کہتا ہو۔

(فتاوی رضویہ جلد سوم ص214)

(فتاوی فیض رسول جلد1ص..281..280ملتقطا)

جب امام نہیں بنا سکتے تو خطابت و تقریر کرکے بدمذہبی پھیلانے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے.....؟؟

امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدی امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

پھرا گر یہ شخص توبہ بھی کرلے تو بجر د توبہ اسے امام نہیں بنا سکتے بلکہ لازم ہے کہ ایک زمانہ ممتد تک اسے معزول رکھیں اور اور اس کے احوال پر نظر رہے، اگر خوف و طمع و غضب ورضا وغیرہا حالات کے متعدد تجربے ثابت کردیں کہ واقعی یہ سنی صحیح العقیدہ ثابت قدم ہے اور روافض سے اصلاً میل جول نہیں رکھتا بلکہ ان سے اور سب گمراہوں بدینوں سے متنفر ہے اس وقت اسے امام کرسکتے ہی

فتاوٰی قاضی خاں پھر فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

الفاسق اذا تاب لایقبل شہادتہ مالم یمض علیہ زمان یظھر علیہ اثرالتوبۃ والصحیح ان ذلک مفوض الی راءالقاضی اھ۔ فاسق جب تاب ہوجائے تو اس وقت تک اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی جب تک اتنا زمانہ نہ گزرجائے جس میں توبہ کا اثر ظاہر ہوجائے اور صحیح یہی ہے کہ یہ قاضی کی رائے کے سپرد کیا جائے۔ (ت) (افتاوٰی ہندیۃ الفصل الثانی فیمن لاتقبل شہادتہ لفسقہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۴۲۸)

امیر المومنین غیظ المنافقین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب صبیغ سے جس پر بوجہ بحث متشابہات بدمذہبی کا اندیشہ تھا بعد ضرب شدید توبہ لی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو فرمان بھیجا کہ مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھیں اس کے ساتھ خرید وفروخت نہ کریں بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو نہ جائیں مرجائے تو اس کے جنازے پر حاضر نہ ہوں، تعمیل حکم احکم ایک مدت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا سب متفرق ہوجاتے جب موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض بھیجی کہ اب اس کا حال اچھا ہو گیا

اس وقت اجازت فرمائی۔
(فتاوی رضویہ جلد 6 صفحہ..530..531)

جب ایسے کی گواہی قبول و معتبر نہیں تو جو تقریر و خطاب وہ کرے گا وہ کیسے معتبر کہلا سکتا ہے....،؟؟ لہذا ایسوں پر پابندی و بائیکاٹ لازم...مزمت بھی لازم، سزا بھی لازم، دوا بھی لازم، دعا بھی لازم، اصلاح کی کوشش بھی لازم......!!

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی میراث نہیں، انکا مال صدقہ ہے، شیعہ کتب سے کچھ حوالے

رسول الله صلى الله عليه وآله يقول: " نحن معاشر الأنبياء لا نورث ذهبا ولا فضة ولا دارا ولا عقارا وإنما نورث الكتاب والحكمة والعلم والنبوة وما كان لنا من طعمة فلولي الأمر بعدنا أن يحكم فيه بحكمه
شیعہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے سونے کا نہ چاندی کا نہ ہی گھر کا نہ ہی زمینوں کا...ہم تو کتاب اور حکمت اور علم کا وارث بناتے ہیں...جو کچھ ہمارا مال ہے وہ ہمارے بعد جو خلیفہ آئے گا اس کے سپرد ہے اس کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ کس طرح خرچ کرتا ہے۔
(شیعہ کتاب الاحتجاج۔الشیخ الطبرسي 1/142)
وإن العلماء ورثة الأنبياء إن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما

ولكن ورثوا العلم

شیعہ کہتے ہیں کہ بے شک علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں اور انبیائے کرام نے کسی کو درہم اور دینار (مالی وراثت) کا وارث نہیں بنایا انکی وراثت تو فقط علم ہے۔
(شیعہ کتاب الكافي - الشيخ الكليني 1/34)

أني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول: نحن معاشر الأنبياء لا نورث ذهبا ولا فضة ولا دارا ولا عقارا وإنما نورث الكتب (3) والحكمة والعلم والنبوة، وما كان لنا من طعمة فلولي الامر بعدنا ان يحكم فيه بحكمه

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے سونے کا نہ چاندی کا نہ ہی گھر کا نہ ہی زمینوں کا... ہم تو کتاب اور حکمت اور علم کا وارث بناتے ہیں... جو کچھ ہمارا مال ہے وہ ہمارے بعد جو خلیفہ آئے گا اس کے سپرد ہے اس کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ کس طرح خرچ کرتا ہے۔
(شیعہ کتاب بحار الأنوار - العلامة المجلسي 29/231)

وإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: (إنا معاشر الأنبياء لا نورث ذهبا ولا فضة، ولا دارا ولا عقارا. وإنما نورث الكتاب والحكمة، والعلم والنبوة

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے سونے کا نہ چاندی کا نہ ہی گھر کا نہ ہی زمینوں کا... ہم تو کتاب اللہ اور حکمت اور علم کا وارث بناتے ہیں۔

قال: فلما وصل الأمر إلى علي بن أبي طالب عليه السلام كلم في رد فدك، فقال: إني لأستحي من الله أن أرد شيئا منع منه أبو بكر وأمضاه عمر

شیعہ لکھتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے توانہوں نے باغ فدک کے بارے میں بات کی اور فرمایا کہ مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں ایسا کام کرو کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے جس سے منع کیاہواور اس کو سیدنا عمر نے جاری کیاہو۔

(شیعہ کتاب الشافي في الامام (-الشریف المرتضی 4/76)

ویسے توہم شیعہ کتب کے متعلق کہتے ہیں کہ جھوٹ تضاد گستاخی سے بھری پڑی ہیں مگر کچھ سچ بھی لکھاہے انہون نے لیھذا کتب شیعہ کی بات قرآن و سنت معتبر کتب اہلسنت کے موافق ہو گی تو وہی معتبر...مذکورہ حوالہ جات موافق قرآن و سنت ہیں، موافق کتب اہلسنت ہین لہذا معتبر۔

کیونکہ شیعہ ناصبی جیسے جھوٹے بھی کبھی سچ بول جاتے ہیں، لکھ جاتے ہیں اگرچہ الٹی سیدھی تاویلیں اپنی طرف سے کرتے ہیں جو کہ معتبر نہیں۔

قَدْ يَصْدُقُ الْكَذُوبَ

ترجمہ: بہت بڑا جھوٹا کبھی سچ بول دیتا ہے۔

(فتح الباری 9/56، شیعہ کتاب شرح اصول کافی 2/25)

کیا سیدنا عمر نے سیدہ فاطمہ کو گھر جلانے کی دھمکی دی...؟؟ کیا سیدنا عمر نے سیدہ فاطمہ کو مکا مارا کہ ان کے پیٹ میں بچہ محسن شہید ہوگیا...؟؟ کیا اہلبیت کے گھر افضل ہیں....؟؟ کیا سیدنا صدیق اکبر نے اعتراف کیا کہ کاش سیدہ فاطمہ کے گھر کی بے حرمتی نہ کی ہوتی؟

پہلی، دوسری روایت:

شیعہ (الشیخ محمد فاضل المسعودي اور ابن شہر آشوب اور محشی جواہر المطالب وغیرہ رافضی نیم رافضی) بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں کہ سیر اعلام اور میزان االاعتدال وغیرہ کتب اہلسنت میں لکھا ہے کہ عمر نے سیدہ فاطمہ کو مکا مارا اور پیٹ میں بچہ محسن شہید کر دیا۔

انَّ عُمر رفَسَ فَاطِمَةَ حَتَّى أَسقطتْ محسّناً

بے شک عمر نے فاطمہ کو مکا مارا یہاں تک کہ فاطمہ کا بچہ محسن پیٹ میں شہید ہو گیا۔

(سیر اعلام النبلاء، میزان الاعتدال)

جواب وتحقیق:

ایک راوی أحمد بن محمد بن السري بن يحيى بن أبي دارم المحدث کے ترجمہ و حالات میں یہ بات بیان کی ہے کہ یہ محدث غیر معتبر اور غیر ثقہ جھوٹا رافضی کذاب ہے اس کے جھوٹ اور خرابیوں میں سے یہ ہے کہ اس کے پاس کہا جاتا تھا کہ حضرت عمر نے مکا مارا اور بی بی فاطمہ کا پیٹ میں بچہ شہید ہو گیا۔۔۔یہ اس بات پر خاموش رہتا تھا گویا کہ یہ اقرار کر رہا ہوں کہ یہ بات ٹھیک ہے۔۔لہذا یہ اس کے عیوب و جھوٹ خرابیوں میں سے ہے یہ اس کی غیر مستند

باتوں میں سے ہے۔۔۔سیر اعلام النبلاء اور میزان الاعتدال میں اس کی بات کو مستند بات کہہ کر لکھا نہیں ہے بلکہ جھوٹ و بہتان عیوب و تہمت والی غیر مستند غیر معتبر باتوں میں سے لکھا ہے!

شیعوں رافضیوں نیم رافضیوں نے حسبِ عادت بڑی چالا کی اور مکاری دھو کہ دہی سے کام لیتے ہوئے ان دونوں کتابوں کی آدھی عبارت پیش کی اور آدھی کو چھوڑ دیا۔۔۔ہم آپ کے سامنے پوری عبارت پیش کر رہے ہیں ملاحظہ فرمایئے!

.قَالَ الحَاكِمُ: هُوَ رَافضي، غَيْرُ ثِقَةٍ .

وَقَالَ مُحَمَّدُ بنُ حَمَّاد الحَافِظ: كَانَ مُسْتَقِيْمَ الأَمْر عَامَّة دَهْره، ثُمَّ فِي آخر أَيَّامه كَانَ أَكْثَرَ مَا يُقرأُ عَلَيْهِ المَثَالب، حَضَرْتُه وَرَجُل يَقْرأُ عَلَيْهِ أَنَّ عُمر رفَسَ فَاطِمَة حَتَّى أَسقطتْ محسّناً

أحمد بن محمد بن السري بن يحي بن أبي دارم المحدث کے متعلق امام حاکم نے فرمایا ہے کہ یہ رافضی ہے یہ غیر ثقہ ہے مُحَمَّدُ بنُ حَمَّاد الحَافِظ نے فرمایا کہ یہ راوی شروع میں ٹھیک تھا پھر آخری ایام میں اس کے پاس زیادہ تر عیوب و خرابیوں والی باتیں جھوٹ بہتان تہمت والی باتیں پڑھی جاتی تھی۔(انہیں خرابیوں اور بہتان اور جھوٹ والی باتوں میں سے ہے کہ)
ایک دن میں اس کے پاس آیا اور اس کے پاس ایک شخص پڑھ رہا تھا کہ حضرت عمر نے فاطمہ کو مکا مارا یہاں تک کے سیدہ فاطمہ کے پیٹ میں بچہ محسن شہید ہو گیا۔

(سیر اعلام النبلاء 15/578)

أحمد بن محمد بن السري بن يحي بن أبي دارم المحدث.

الكوفي الرافضي الكذاب.الحاكم، وقال: رافضي، غير ثقة.

وقال محمد بن أحمد بن حماد الكوفي الحافظ - بعد أن أرخ موته: كان مستقيم الأمر عامة دهره، ثم في آخر أيامه كان أكثر ما يقرأ عليه المثالب، حضرته ورجل يقرأ عليه: إن عمر رفس فاطمة حتى أسقطت بمحسن.

أحمد بن محمد بن السري کوفی ہے رافضی ہے کذاب بہت بڑا جھوٹا ہے امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ رافضی ہے غیر ثقہ ہے۔

مُحَمَّدُ بنُ حَمَّادٍ الحَافِظ نے فرمایا کہ یہ راوی شروع میں ٹھیک تھا پھر آخری ایام میں اس کے پاس زیادہ تر عیوب و خرابیوں والی باتیں جھوٹ بہتان تہمت والی باتیں پڑھی جاتی تھی۔۔۔(انہیں خرابیوں اور بہتان اور جھوٹ والی باتوں میں سے ہے کہ) ایک دن میں اس کے پاس آیا اور اس کے پاس ایک شخص پڑھ رہا تھا کہ حضرت عمر نے فاطمہ کو مکا مارا یہاں تک کے سیدہ فاطمہ کے پیٹ میں بچہ محسن شہید ہو گیا۔

(میزان الاعتدال 1/139 ملتقطا)

تیسری روایت:

فوٹو میں شیعہ کذاب مکار نام نہاد علامہ جعلی محقق شہنشاہ نقوی کتاب لہرالہرا کر کہہ رہا ہے کہ اہلسنت کی کتاب الملل والنحل میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے بی بی فاطمہ کے پیٹ پے مارا اور (پیٹ میں موجود بچہ) محسن شہید کر دیا... شیعہ اسے بڑے فخر سے خوب پھیلا رہے ہیں۔

جواب وتحقیق:

دوستو بھائیو ایک اصول یاد رکھیں بہت کام آئے گا، اصول یہ ہے کہ شیعہ جھوٹ بولتے ہیں

اور نام اہلسنت کتاب کا ڈال دیتے ہیں جلد نمبر صفحہ نمبر حتی کہ لائن نمبر بتاتے ہیں تا کہ رعب بیٹھے اور سننے پڑھنے والا سچ سمجھ لیے.... یہ ان کی مکاری دھو کہ بازی جھوٹ وافتراء ہے۔

لہذا شیعہ کی باحوالہ بات کو فوراسچ مت سمجھیے بلکہ معتبر پر مغز اہلسنت عالم سے تصدیق وتردید تحقیق کرائیے۔

الملل والنحل کی پوری بات پڑھیے لکھا ہے کہ!

وزاد في الفرية فقال: إن عمر ضرب بطن فاطمة يوم البيعة حتى ألقت الجنين من بطنها

ترجمہ:

(فرقہ نظامیہ کا بانی ابراھیم بن یسار بن ہانیٔ النظام نے)مزید جھوٹ و بہتان باندھتے ہوئے کہا کہ عمر نے فاطمہ کے پیٹ پے مارااوراپ کے پیٹ میں بچہ گر گیا۔

(الملل والنحل 1/57)

ذرا سی بھی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ ملل نحل میں تواس کو جھوٹ بہتان وافتراء کہا ہے اور شیعہ آدھی بات پیش کر کے مکاری ودھو کہ بازی دیتے ہوئے مفھوم بدل کر پیش کر رہے ہیں.... فلعنۃ اللہ علی الکاذبین الماکرین۔

سیدہ فاطمہ کا گھر جلانے کی دھمکی کی تحقیق!

سوال:

علامہ صاحب میں بہت پریشان ہو گیا ہوں، کیا یہ میسج اور وڈیو سچ میں صحیح ہے کیا....؟؟ میسج اور وڈیو میں ہے کہ:

اہل سنت کے مشہور محدث، ابن ابی شیبہ کی کتاب "المصنف"

ابو بکر بن ابی شیبہ (۱۵۹-۲۳۵) کتاب المصنف کے مؤلف صحیح سند سے اس طرح نقل کرتے ہیں:

٣٧٠٤٥ - مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ , نا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ , حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ , عَنْ أَبِيهِ أَسْلَمَ أَنَّهُ حِينَ بُويِعَ لِأَبِي بَكْرٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ يَدْخُلَانِ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُشَاوِرُونَهَا وَيَرْتَجِعُونَ فِي أَمْرِهِمْ , فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ فَقَالَ: »يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , وَاللَّهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ أَبِيكِ , وَمَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيْنَا بَعْدَ أَبِيكِ مِنْكِ , وَايْمُ اللَّهِ مَا ذَاكَبِمَانِعِي إِنِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ النَّفَرُ عِنْدَكِ ; أَنْ أَمَرْتُهُمْ أَنْيُحَرَّقَ عَلَيْهِمِ الْبَيْتُ« , قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ عُمَرُ جَاءُوهَا فَقَالَتْ: تَعْلَمُونَ أَنَّ عُمَرَ قَدْ جَاءَنِي وَقَدْ حَلَفَ بِاللَّهِ لَئِنْ عُدْتُمْ لَيُحَرِّقَنَّ عَلَيْكُمُ الْبَيْتَ وَايْمُ اللَّهِ لَيَمْضِيَنَّ لِمَا حَلَفَ عَلَيْهِ , فَانْصَرِفُوا رَاشِدِينَ , فَرَوْا رَأْيَكُمْ وَلَا تَرْجِعُوا إِلَيَّ , فَانْصَرَفُوا عَنْهَا فَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَيْهَا حَتَّى بَايَعُوا لِأَبِي بَكْرٍ

شیعہ نے ترجمہ کیا کہ:

جس وقت لوگ ابو بکر کی بیعت کر رہے تھے، علی اور زبیر حضرت فاطمہ زہرا کے گھر میں گفتگو اور مشورہ کر رہے تھے اور یہ بات عمر بن خطاب کو معلوم ہو گئی۔ وہ حضرت فاطمہ کے گھر آئے اور کہا: اے رسول کی بیٹی، سب سے محبوب انسان ہمارے نزدیک تمہارے والد

گرامی تھے اور ان کے بعد اب تم سب سے زیادہ محترم ہو لیکن خدا کی قسم یہ محبت اس بات کے لئے مانع یار کاوٹ نہیں بن سکتی کہ یہ لوگ تمہارے گھر میں جمع ہوں اور میں اس گھر کوان لوگوں کے ساتھ جلانے کا حکم نہ دوں۔

اس جملہ کو کہہ کر باہر چلے گئے جب علی اور زبیر گھر میں واپس آئے تو حضرت فاطمہ زہرا نے علی اور زبیر سے کہا: عمر یہاں آئے تھے اور اس نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم دوبارہ اس گھر میں جمع ہوئے تو تمہارے گھر کوان لوگوں کے ساتھ آگ لگادوں گا، خدا کی قسم! اس نے جو قسم کھائی ہے وہ اس کو انجام دے کر رہے گا۔ (معترض شیعہ رافضی نیم رافضی نے اگلی دو تین لائنوں کا ترجمہ چھوڑ دیا، پورا ترجمہ یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ نے فرمایا اپنا بھلا سوچو اور میرے پاس مت آنا پھر سیدنا علی وزبیر وغیرہ نے بیعت کرلی)۔

رافضی نیم رافضی کے مسیج میں لکھا تھا کہ:

دوبارہ وضاحت کرتا ہوں کہ یہ واقعہ المصنف نامی کتاب میں صحیح سند کے ساتھ نقل ہوا ہے۔

اور وڈیو میں مولوی صاحب نے اہلسنت کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس روایت کا راوی محمد بن بشر ثقہ ہے۔

مزید

رافضی یا نیم رافضی مولوی صاحب کہتے ہیں تفسیر در منثور میں ہے کہ **اہلبیت کے گھر افضل** ہیں:

اور یہ بھی رافضی یا نیم رافضی مولوی صاحب نے کہا کہ اہلسنت کتب میں لکھا ہے کہ **ابوبکر کے آخری الفاظ تھے کہ** کاش میں نے سیدہ فاطمہ کے گھر کی بے حرمتی

نہ کی ہوتی۔

جواب وتحقیق:

پہلی بات:

وڈیو میں اور میسج میں انتہائی مکاری عیاری دھوکے بازی کا مظاہرہ کیا گیا ہے جو کہ شیعہ رافضی نیم رافضی کی عادت قبیحہ ہے، باطل جھوٹا مکار ہونے کی دلیل ہے....مذکورہ روایت المصنف میں موجود تو ہے مگر صحیح نہیں بلکہ منقطع منکر ضعیف و ناقابل حجت ہے، اس روایت کے پہلے راوی کو ثقہ ثابت کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی گئ ہے کہ روایت صحیح ہے....شیعہ رافضی نیم رافضی اور مولاناً موصوف مکار منافق دھوکے باز نہ ہوتے حق پسند ہوتے تو اس روایت کے مرکزی راوی اسلم کے اس روایت کے متعلق ثابت کرتے کہ اسلم واقعہ میں موجود تھا یا اسلم نے فلاں ثقہ راوی سے سنا۔

کتب اہلسنت میں دوٹوک لکھا ہے کہ اسلم راوی دھمکی والے فرضی واقعہ کے وقت موجود ہی نہ تھا تو یہ واقعہ کیسے سنا رہا ہے لازماً کسی اور سے سنا ہو گا مگر کس سے سنا، کسی شیعہ راوی سے تو نہیں سنا، کسی افواہ کو سن کر روایت تو نہیں کر رہا بحرحال اسلم جب موجود ہی نہ تھا تو اسکی روایت قابل حجت نہیں.....انتہائی ضعیف و منقطع و منکر مردود روایت کہلائے گی۔

دلیل.....!!

بیعت کا واقعہ کہ جس میں حضرت عمر کو دھمکی دینے والا کہا گیا ہے اگر بالفرض مان لیا جائے تو مدینہ میں گیارہ ہجری ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے۔اور اس وقت اسلم مکہ میں تھا بارہ ہجری یا گیارہ ہجری ماہ ربیع الاول کے کچھ ماہ بعد حج کے موقعہ پر حضرت عمر نے اسلم کو خریدا تھا کیونکہ یہ غلام تھا.....ثابت ہوا کہ واقعہ بتانے والا مرکزی راوری اسلم واقعہ کے وقت تھا

ہی نہیں اس نے نا جانے کس سے کسی شیعہ سے کسی ضعیف سے کسی دشمن اسلام سے یا افواہ سن کر روایت کر دی جو کہ نا قابل حجت ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں!

بَعَثَ أَبُو بَكْرٍ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَنَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ فَأَقَامَ لِلنَّاسِ الْحَجَّ وَابْتَاعَ فِيها أَسْلَمَ

ترجمہ:

گیارہ ہجری کو سیدنا ابو بکر نے سیدنا عمر کو حج قائم کرانے مکہ بھیجا... حضرت عمر نے ان دنوں مکہ میں اسلم کو خریدا

(بخاری.... تاریخ صغیر 1/62)

, عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ , عَنْ أَبِيهِ , قَالَ: " اشْتَرَانِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ

سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے غلام اسلم فرماتے ہیں کہ مجھے سیدنا عمر بن خطاب نے بارہ ھجری کو خریدا تھا

(الطبقات الکبری ط دار صادر ج 5 ص 10)

(جمع الجوامع المعروف للسیوطي 14/272)

وَقَالَ الْوَاقِدِيُّ: حَجَّ عُمَرَ بِالنَّاسِ سَنَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ، فَابْتَاعَ فِيهَا أَسْلَمَ وَقَالَ الْوَاقِدِيُّ أَيْضًا: ثنا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اشْتَرَانِي عُمَرُ سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ

واقدی نے روایت کیا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے 11 کو حج کیا تو اس

میں اسلم کو خریدا، واقدی ہی سے روایت ہے کہ اسلم کہتا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب نے مجھے بارہ ھجری کو خرید اتھا۔

(تاریخ الإسلام۔ت تدمري5/362)

دوسری بات:

امام ابن ابی شیبہ نے اپنی کتب میں صحیح روایت کو ہی ذکر کرنے کا التزام نہیں کیا بلکہ آپ کی کتب میں ضعیف جدا اور منکر وغیرہ روایات موجود ہیں حتی کہ موضوع جھوٹی روایات تک بعض علماء کے مطابق موجود ہیں۔

طریق ابن أبي شيبة: موضوع

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ کی جو سند ہے موضوع من گھڑت جھوٹی ہے۔

(المطالب العالية محققا ابن حجر16/593)

أخرجه أيضًا: ابن أبى شيبة (٧/١٩١، رقم ٣٥٢٣٥) . قال العجلونى (١/٢٢) : هو موضوع كما قال الصغانى

ایک روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے لکھا ہے لیکن علامہ عجلونی اور امام صغانی نے اسے موضوع من گھڑت اور جھوٹی روایت قرار دیا ہے۔

(جامع الأحاديث للسيوطی11/61)

ابن ابی شیبہ نے جابر بن یزید الجعفی سے روایت کی ہے جبکہ کئی علماء کے مطابق یہ سخت ضعیف اور شیعیت میں غلو کرنے والا تھا۔

جَابر بن يزِيد الْجعْفِيّ كَانَ ضَعِيفا يغلو فِي التَّشَيُّع

جابر بن یزید الجعفی سخت ضعیف اور شیعیت میں غلو کرنے والا تھا

(لثقات للعجلي ت البستوي 1/264)

جابر بن يزيد الجعفي: شيعي، غال، وثقه شعبة والثوري، وقال أبو داود: ليس عندي بالقوي، وقال النسائي:متروك

جابر بن یزید شیعہ ہے غلو (حد سے تجاوز) کرنے والا ہے امام شعبہ اور ثوری نے توثیق کی ہے لیکن امام ابو داؤد نے فرمایا ہے کہ وہ میرے مطابق قوی نہیں ہے اور امام نسائی نے فرمایا ہے کہ یہ متروک ہے یعنی اس کی روایات کو ترک کر دیا گیا ہے۔

(دیوان الضعفاء ص59)

وهذا من مسند ابن أبي شيبة.قال الأزدي: منكر الحديث.وقال ابنُ مَعِين: ليس بشيء

ایک روایت کے بارے میں ہے کہ یہ ابن ابی شیبہ نے روایت لکھی ہے لیکن الازدی نے فرمایا یہ منکر الحدیث (صحیح روایت کے خلاف) روایت ہے امام ابن معین نے فرمایا اس روایت کی کوئی وقعت نہیں۔

(لسان المیزان ت أبي غدة 3/448)

مطلب امام ابن ابی شیبہ ایسی روایت بھی لکھتے تھے کہ جن کی کوئی وقعت نہیں ہوا کرتی تھی وہ منکر مردود ہوا کرتی تھی۔

مثلا یزید بن ابی زیاد سے امام ابن ابی شیبہ نے روایت لکھی ہیں حالانکہ اس کے بارے میں محدثین نے فرمایا ہے کہ اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور وہ منکر الحدیث تھا۔

يزيد بن أبي زياد لسوء حفظه

یزید بن ابی زیاد کو چھوڑ دیا گیا ہے کیونکہ اس کے حافظے میں خرابی تھی۔
(علل الدار قطني 14/340)

يزيد بْن أَبِي زياد أو ابْن زياد عَنِ الزُّهْرِيّ، منكر الحديث

یزید بن ابی زیاد منکر الحدیث ہے۔
(التاريخ الكبير للبخاري-ت المعلمي اليماني 8/334)

اورشیعہ سنی نجدی سب کا متفقہ اصول ہے کہ!

فحديثه منكر مردود

ترجمہ:

اس (غیر ثقہ راوی) کی حدیث.و.روایت (بلا متابع بلا تائید مخالفِ صحیح ہو تو) منکر و مردود ہے۔

[شیعہ کتاب رسائل فی درایۃ الحدیث 1/185]

[المقنع في علوم الحديث 1/188]

تیسری بات

کچھ کتب میں اصل واقعہ یہ بیان ہوا ہے کہ سیدنا علی نے چھ ماہ بعد بیعت کی جیسے کہ بخاری مسلم میں ہے بخاري 4241 مسلم 1759 میں ہے اور اس میں دھمکی شمکی گھر جلانے کا کوئی ذکر نہیں جبکہ ابن ابی شیبہ کی مذکورہ روایت بخاری مسلم کے خلاف یہ بتا رہی ہے کہ بیعت فورا کرلی اور دھمکی دی لیھذا صحیح بخاری مسلم کی روایت کے خلاف ابن ابی شیبہ کی روایت منکر مردود کہلائے گے۔ لیکن ایک اور روایت المستدرک 4457 اور السنن الکبری للبيهقي

16/512 میں ہے کہ فورا سیدنا علی نے بیعت کی اور دھمکی گھر جلانے والی کوئی بات ذکر نہیں کی... لیھذا اس روایت کو لیجیے تو بھی ابن ابی شیبہ کی روایت اس قوی روایت کے خلاف منکر مردود ہے۔

اور شیعہ سنی نجدی سب کا متفقہ اصول ہے کہ!

فحديثه منكر مردود

ترجمہ:

اس (غیر ثقہ راوی) کی حدیث.و.روایت (بلا متابع بلا تائید۔

مخالفِ صحیح ہو تو) منکرو مردود ہے۔

[شیعہ کتاب رسائل فی درایۃ الحدیث 1/185]

[المقنع في علوم الحديث 1/188]

کیا سیدنا علی اور بی بی فاطمہ کا گھر انبیاء کے گھر سے افضل ہے۔روایت کی تحقیق!

روافض نیم روافض وشیعہ کہتے ہیں کہ!

تفسیر در منثور اور تفسیر ثعلبی میں ہے کہ:

حدّثنا المنذر بن محمد القابوسي قال: حدّثني الحسين بن سعيد قال: حدّثني أبي عن أبان بن تغلب عن نفيع بن الحرث عن أنس بن مالك وعن بريدة قالا: قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلّم هذه الآية فِي

بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ إلى قوله وَالْأَبْصارُ فقام رجل فقال: أيّ بيوت هذه يا رسول الله؟ قال: »بيوت الأنبياء« .

قال: فقام إليه أبو بكر فقال: يا رسول الله هذا البيت منها- لبيت عليّ وفاطمة-؟

قال: »نعم من أفاضلها

خلاصہ:

علی وفاطمہ کا گھر انبیاء کے گھر سے افضل ہے

(در منثور 6/203.... تفسیر ثعلبی 7/107)

تحقیق وجواب:

اس روایت کے بعض راوی مجھول تو بعض غالی شیعہ تو بعض جھوٹے وضاع ہیں لیھذا یہ روایت موضوع من گھڑت ہے جسے غالی شیعہ راویوں نے اپنی طرف سے بنا کر صحابہ کرام اور رسول کریم کی طرف منسوب کر دیا ہے اور اہلسنت کی بعض کتب میں جمع و تحقیق کے لیے لکھی گئ ہے نا کہ بطور حق و ثابت ہونے کے طور پر..... نیز تفسیر ثعلبی میں اس تفسیر کو غیر معتبر کہا.... مذکورہ روایت کے بعد امام ثعلبی لکھتے ہیں

وأولى الأقوال بالصواب أنّها المساجد

ترجمہ:

درست قول یہ ہے کہ گھروں سے مراد مساجد ہیں

(تفسیر ثعلبی الکشف والبیان 7/107)

اب آئیے شیعوں رافضیوں نیم رافضیوں تفضیلیوں کی پیش کردہ روایت کے راویوں کے احوال ملاحظہ کرتے ہیں

اس روایت کا ایک راوی منذر قابوسی مجھول غیر قوی ضعیف ومتروک ہے

منذر بن محمد القابوسي.

قال الدارقطني: مجهول.

ترجمہ:

امام دار قطنی نے فرمایا کہ منذر بن محمد القابوسی مجھول (غیر معلوم) ہے

(میزان الاعتدال رقم 8764)

[7915- منذر بن محمد بن المنذر.]

عن أبيه.وعنه ابن عقدة.قال الدارقطني: ليس بالقوي. انتهى.

منذر بن محمد القابوسي قوی راوی نہیں۔

وقال في غرائب مالك: ضعيف

منذر بن محمد القابوسي ضعیف ہے۔

[7915 مكرر- منذر بن محمد القابوسي [وهو منذر بن محمد بن المنذر]]قال الدارقطني: مجهول. انتهى.وذكر ابن المواق أن البرقاني سأل الدارقطني عنه فقال:متروك الحديث.

منذر بن محمد القابوسي متروک ہے (یعنی اس کی روایات کو ترک کر دیا گیا ہے اسکی روایات معتبر نہیں)۔

قلت: وهو أخباري يروي الأنساب ونحوها وهو الذي قبله فيما أرى.

(لسان المیز ان 8/154,153)

اس روایت کا ایک راوی۔

الحسین بن سعید کا ذکر مشھور شیعہ امامی مصنفین میں ملتا ہے...(لسان المیز ان ت أبي غد ※3/166)

(شیعہ کتاب المفید من معجم رجال الحدیث۔ محمد الجوا※ ري۔ ص169)

لیھذا عین ممکن ہے یہ روایت اس نے گھڑی ہو۔

اس روایت روایت کا ایک راوی ابان بن تغلب متروک وغالی شیعہ ہے... عین ممکن ہے یہ جھوٹی روایت اس نے گھڑی ہو۔

أبان بن تغلب:

أَنَّهُ كَانَ فِيهِ غُلُوٌّ فِي التَّشَيُّعِ

ترجمہ:

بے شک ابان بن تغلب غالی شیعہ تھا۔

(الضعفاء الکبیر للعقیلي 1/36)

أبان بن تغلب مذموم المذ ھب۔

ابان بن تغلب برے مذھب والا تھا۔

(أحوال الرجال ص97)

أبان بن تغلب..... صدوق، شیعي، غال

ابان بن تغلب صدوق ہے لیکن شیعہ ہے غلو کرنے والا حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔

(دیوان الضعفاء ذھبي ص11)

بعض علماء نے فرمایا کہ ابان سے ثقہ راوی روایت لے تو قبول ہو سکتی ہے جبکہ یہاں اس سے روایت کرنے والا ثقہ نہیں لیھذا اسکی ایسی روایات غیر معتبر۔

اس روایت کا ایک راوی نفیع بن حرث الاعمی کذاب جھوٹا تھا، من گھڑت جھوٹی روایات گھڑتا تھا... عین ممکن ہے مذکورہ جھوٹی روایت اس نے گھڑی ہو۔

أَبُو دَاوُدَ الْأَعْمَى وَاسْمُهُ نُفَيْعُ بْنُ الْحَرْثِ وَهُوَ وَضَّاعٌ كَذَّابٌ

ابو داود اعمی نفیع بن حرث بہت بڑا جھوٹا ہے اور یہ اپنی طرف سے باتیں بیان کر کے اس کو حدیث یا روایات کہتا تھا۔

(تحفۃ الاحوذی 9/49)

بعض آئمہ نے ان سے روایت لی تو اسکی وجہ یہ تھی کہ اسکا شاہد موجود تھا جبکہ یہاں اسکی روایت کا کوئی شاہد موجود نہیں لیھزا غیر معتبر و مردود کہلائے گی

وَكَذَّبَهُ بَعْضُهُمْ، قَالُوا وَأَجْمَعُوا عَلَى تَرْكِ الرِّوَايَةِ عَنْهُ، وَنَسَبَهُ ابْنُ مَعِينٍ إِلَى الْوَضْعِ، نَعَمْ لِلْمَتْنِ شَاهِدٌ

نفیع بن حرث بعض علماء نے اس کو جھوٹا راوی قرار دیا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ اسکی روایت کو چھوڑ دیا جائے گا، امام ابن معین نے فرمایا کہ یہ اپنی طرف سے باتیں گھڑ لیتا تھا اور اسے حدیث و روایات کہتا تھا... ابن ماجہ میں اس کی روایت موجود ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس روایت کا ایک شاہد موجود ہے۔

(حاشية السندي على سنن ابن ماجه 26/2)

أبو داود الأعمى: يضع، هالك قد غير

ابوداود اعمٰی نفیع بن حرث اپنی طرف سے باتیں بیان کر کے اسے حدیث اور روایت کہتا تھا یہ ہلاک راوی ہے اور اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

(دیوان الضعفاء ص 457)

وفيه نفيع وهو أبو داود الأعمى قال أبو داود: ضعيف جدا وقال الذهبي: تركوه وكان يترفض ورواه الطبراني في الكبير قال الهيثمي: وفيه أبو داود الأعمى كذاب

نفیع ابوداؤد الاعمٰی ضعیف جدا ہے (ضعیف جدا روایت فضائل میں بھی معتبر نہیں ہوتی) ذہبی نے فرمایا کہ اس کی احادیث اور روایات کو ترک کر دیا گیا ہے اور یہ رافضیت کا اظہار کرتا تھا، امام ہیثمی نے فرمایا کہ ابوداؤد الاعمٰی بہت بڑا جھوٹا ہے۔

(فیض القدیر 6/175)

(فقال قتاده)رجل كذاب...: سمعت أحمد بن حنبل يقول: أبو داود الأعمى يقول: سمعت العبادلة ابن عمر وابن عباس وابن الزبير، ولم يسمع منهم شيئًا."الكامل" ٨/ ٣٢٨، "تهذيب الكمال" ٣٠/ ١٢

نفیع بن حرث ابوداود اعمٰی کے بارے میں سیدنا قتادہ نے فرمایا کہ بہت بڑا جھوٹا شخص ہے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یہ شخص کہتا تھا کہ میں نے چار عبداللہ نامی صحابہ سے سنا ہے اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن زبیر سے سنا ہے حالانکہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اس نے ان سے نہیں سنا۔

(الجامع لعلوم الإمام أحمد - الرجال 19/290)

ابن معين يقول أبو داود الأعمى يضع ليس بشيء وقال أبو حاتم منكر الحديث ضعيف الحديث وقال البخاري يتكلمون فيه وقال الترمذي يضعف في الحديث وقال النسائي متروك الحديث وقال في موضع آخر ليس بثقة ولا يكتب حديثه وقال العقيلي كان ممن يغلو في الرفض وقال ابن عدي هو في جملة الغالية بالكوفة وقال ابن حبان في الضعفاء نفيع أبو داود الأعمى يروي عن الثقات الموضوعات توهما لا يجوز الاحتجاج به

نفیع بن حرث ابوداود الاعمی کے متعلق امام ابن معین فرماتے ہیں کہ یہ اپنی طرف سے باتیں گھڑ لیتا تھا اور اسے حدیث و روایت کہتا تھا لہذا یہ معتبر نہیں ہے امام ابو حاتم نے فرمایا کہ ضعیف ہے اور منکر حدیث بیان کرتا ہے جو صحیح کے خلاف ہوتی ہیں۔

امام بخاری نے فرمایا کہ اس میں بہت کلام کیا ہے علماء نے..امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے..امام نسائی نے فرمایا کہ اس کی روایات واحادیث کو ترک کر دیا گیا ہے...امام عقیلی نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے تھا کہ جو رافضیت میں غلو کرتا تھا...امام ابن عدی نے فرمایا کہ یہ کوفہ میں غالی شیعوں میں سے تھا...امام ابن حبان نے فرمایا کہ یہ ثقہ راویوں سے من گھڑت موضوع جھوٹی روایتیں بیان کرتا تھا تو لہذا اس کی بیان کردہ روایت واحادیث سے دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے

(تہذیب التہذیب ابن حجر 10/ 471)

بے شک صحابہ کرام اہلبیت اطہار سیدنا علی اور سیدہ بی بی فاطمہ سب کی عظیم شان و مرتبہ ہے

مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ ان کے معاملے میں غلو یا کمی بیشی کی جائے....لازم ہے کہ بر حق و سچی روایات سے شان بیان کی جائے....رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفداہ روحی پر رافضی نیم رافضی کا مضبوط ترین سمجھا جانے والا اعتراض اور اسکی تحقیق

شیعہ روافض نیم روافض کہتے ہیں

ابو بکر کے آخری الفاظ!

کاش مدینے میں۔ میں نے فاطمہ بنتِ محمد (س) کے گھر کی بے حرمتی نہ کی ہوتی، چاہے وہاں میرے خلاف جنگ کی منصوبہ بندی ہی کیوں نہ کی جا رہی ہوتی کتبِ اھلِ سنّت: 1. تاریخِ یعقوبی، 2. تاریخِ طبری، 3. مروّج الذّھب، 4. کنزالاعمال 5. الامامۃ والسیاسۃ.

سب مومنین پر فرض ھے کہ پہلے خلیفہ کا یہ اعترافِ جرم دوسرے مومنین تک ضرور پہنچائیں، بی۔بی فاطمہ (س) آپکے حق میں دعا گو ہوں گی

حوالہ جات:

تاريخ الإسلام جلد 3 صفہ 118 و تاريخ الطبري جلد 2 صفہ 619 جلد 3 صفہ 430 ط دار المعارف مصر . الامامة والسياسة ابن قتيبة الدينوري تحقيق الزيني جلد 1 صفہ 24 و تاريخ مدينة دمشق ابن عساكر جلد 30 صفہ 422 و شرح نهج البلاغة ابن أبي الحديد جلد 2 صفہ 46

و المعجم الكبير الطبراني جلد 1 صفہ 62 و مجمع الزوائد الهيثمي جلد 5 صفہ 202 و مروج الذهب مسعودي شافعي جلد1 صفہ 290 و ميزان الاعتدال الذهبي جلد 3 صفہ 109 و لسان الميزان ابن حجر جلد 4 صفہ 189 و كنز العمال المتقي الهندي جلد 5 صفہ631 وغيره ..

جواب وتحقیق:

پہلی بات:

ہم نے سمجھا کہ یہ سوشل میڈیا پر بیٹھے ہوئے مکار رافضیوں نیم رافضیوں کا چھوڑا ہوا شوشہ ہے مگر جب کتب شیعہ کی طرف رجوع کیا تو پتہ چلا کہ انہوں نے بڑے زور و شور سے اس کو دلیل بنایا ہے

مثلاً شیعوں کی معتبر کتاب بحار الانوار کا متن اور اس پر شیعوں کا حاشیہ ملاحظہ کیجئے:

ذكر القصة جمهور علماء العامة، ونص عليها الطبري في تاريخه ٤ / ٥٢، وابن قتيبة في الإمامة والسياسة ١ / ١٨، والمسعودي في مروج الذهب ١ / ٤١٤، وابن عبد البر في العقد الفريد ٢ / ٢٥٤، وأبو عبيدة في الأموال: ١٣١١، وغيرهم، والاسناد صحيح رجاله كلهم ثقات عندهم أربعة منهم من رجال الصحاح الست، كما نص على ذلك شيخنا الأميني في الغدير ٧ / ١٧٠ - ١٧١، فراجع. وانظر حول الكشف عن بيت فاطمة سلام الله عليها - غير ما مر - تاريخ

ابن جرير ٢ / ٦١٩، وميزان الاعتدال ٢ / ٢١٥، وغيرهما

(شیعہ کتاب بحار الانوار وحاشیتہ 30/124)

عبدالزہراء شیعہ مصنف اس روایت کے حوالے لکھتا ہے:

الحافظ سعيد بن منصور (المتوفى 227) وقال حديث حسن (1).حميد بن زنجوي (2) (المتوفى 251) ابن قتيبة الدينوري (3) (المتوفى 2766) اليعقوبي (4) (المتوفى 292) الطبري (5) (المتوفى 310) الجوهري (66) (المتوفى 323) ابن عبد رب الأندلسي (7) (االمتوفى 3288) خيثم بن سليمان الإطرابلسي (8) (المتوفى343) المسعودي (9) (المتوفى 346) الطبراني (100) (المتوفى 360) الحافظ ابن عساكر (11) (المتوفى 5711) وقال: أخبرنا جماعة في كتبهم (شیعہ کتاب الهجوم على بيت فاطمة ص157)

دوسری بات:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرماتے ہیں!

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : " لَا نُورَثُ ؛ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ". إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ، وَاللَّهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی کہ آل محمد اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال سے خرچہ راشن وغیرہ ملتا رہے گا جیسے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دیتے رہتے تھے

اور اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار مجھے اپنے رشتے داروں سے زیادہ محبوب ہیں
(بخاری4036)

دل پہ ہاتھ رکھ کے تعصب کی عینک اتار کر ایمان سے بتایئے جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سے اس طرح محبت کا اظہار کر رہا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار زیادہ محبوب ہیں مجھے میرے رشتے داروں سے۔۔۔ کیا ایسا محبت کرنے والا باادب شخص سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ کے گھر کی بے حرمتی کرے گا...؟۔
ہر گز نہیں ذرا **سیدنا صدیق اکبر کی شفافیت** کا بھی حال سنتے چلیے ... خلیفہ اول، خلیفہ بر حق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت وصیت فرمائی:
اے میری پیاری بیٹی عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ) سن....!!
میں نے کبھی خلافت کو دنیا دولت منافعہ کمانے کا ذریعہ نہیں بنایا، البتہ معمولی تنخواہ لی، معمولی کھایا، معمولی پہنا.....اس وقت گھر میں تھوڑا بہت جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ ایک غلام ہے ایک پانی بھرنے کی اونٹی ہے اور ایک پرانی چادر........میں جب وفات پا جاؤں تو یہ سب بیت مال بھیج دینا..(دیکھیے طبقات کبری3/146)
جسکی شفافیت و صدیقیت و احتیاط و خوف خدا کا یہ عالم ہو تو کیا وہ کسی اہلبیت کا حق غصب کر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں....!! یہی وجہ ہے کہ باغ فدک سیدنا علی نے بھی اولاد فاطمہ میں بطور میراث تقسیم نہ کیا بلکہ اسکی وہی صورت بر قرار رکھی جو سیدنا ابو بکر و عمر نے رکھی تھی.....رضی اللہ عنھم اجمعین

جَمَعَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَنِي مَرْوَانَ حِينَ اسْتُخْلِفَ، فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ فَدَكُ، فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا، وَيَعُودُ مِنْهَا عَلَى صَغِيرِ بَنِي هَاشِمٍ، وَيُزَوِّجُ مِنْهَا أَيِّمَهُمْ، وَإِنَّ فَاطِمَةَ سَأَلَتْهُ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَأَبَى، فَكَانَتْ كَذَلِكَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وَلِيَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَيَاتِهِ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وَلِيَ عُمَرُ عَمِلَ فِيهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَا حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، ثُمَّ أُقْطِعَهَا مَرْوَانُ، ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ. قَالَ عُمَرُ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ : فَرَأَيْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ لَيْسَ لِي بِحَقٍّ، وَأَنَا أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَدَدْتُهَا عَلَى مَا كَانَتْ. يَعْنِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ ہوئے تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک کو خرچ کیا کرتے تھے بنو ہاشم وغیرہ پر... سیدہ فاطمہ نے رسول کریم سے فدک مانگا لیکن رسول کریم نے ان کی ملکیت میں نہ دیا پھر یہی طریقہ جاری رہا سیدنا ابو بکر صدیق کے دور میں سیدنا عمر کے دور میں پھر میرے حصے میں آیا میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ جو چیز رسول کریم نے اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ کو نہ دی وہ بھلا میری کیسی ہو سکتی ہے میں اس کو اسی طریقے پر جاری کرتا ہوں جو طریقہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جو طریقہ ابو بکر صدیق کا تھا جو طریقہ سیدنا عمر کا تھا۔

(ابو داود 2972)

تیسری بات:

اب آتے ہیں رافضیوں نیم رافضیوں کے دیے گئے حوالہ جات کی طرف۔

ایک حوالہ طبرانی و مجمع الزوائد کا:

جواب:

حوالہ تو دے دیا لیکن علامہ ہیثمی کا تبصرہ حذف کر دیا جو کہ مکاری ہے دھوکہ بازی ہے اور خیانت ہے... باطل ہونے کی نشانی ہے۔

علامہ ہیثمی اس روایت کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِ عُلْوَانُ بْنُ دَاوُدَ الْبَجَلِيُّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ، وَهَذَا الْأَثَرُ مِمَّا أُنْكِرَ عَلَيْه

اس روایت میں علوان بن داود ہیں جو کہ سخت ضعیف ہے اور جو اس نے یہ بات کہی ہے تو یہ صحیح روایات کے خلاف منکر روایت ہے

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد 5/203)

اور شیعہ سنی نجدی سب کا متفقہ اصول ہے کہ!

فحديثه منكر مردود

ترجمہ:

اس (غیر ثقہ) کی حدیث.و. روایت (بلا متابع بلا تائید۔

مخالفِ صحیح ہو تو) منکر و مردود ہے

[شیعہ کتاب رسائل فی درایۃ الحدیث 1/185]

[المقنع في علوم الحديث 1/188]

دوسرا حوالہ: مروج الذہب کا۔

جواب:

پہلی بات:

سند ہی نہیں لکھی۔

دوسری بات:

اسے اہلسنت عالم کہنا عین مکاری دھوکے بازی ہے... مروج الذہب کا مصنف معتزلی شیعہ تھا معتبر اہلسنت نہ تھا اگرچہ اسکی کتب میں سنی شیعہ معتزلی سب کی حمایت میں مواد موجود ہے۔

صَاحب غرائب

مروج الذہب کا مصنف عجیب وغریب (بے سروپا) باتیں لکھتا تھا۔

(الوافي بالوفيات 5/21)

وكان معتزليًّا

مروج الذہب کا مصنف (سنی نہیں) معتزلی تھا۔

(کتاب تاریخ الاسلام۔ت بشار 7/829)

وكتبه طافحة بأنه كان شيعيا متعزليا

مروج الذہب کا مصنف اسکی کتب بھری پڑی ہیں ایسی باتوں سے کہ جو اسکے شیعہ اور معتزلی ہونے کا ثبوت ہیں۔

(ابن حجر العسقلاني, لسان الميزان, 4/225)

حتی کہ شیعہ مصنفین نے اسے اپنا معتبر عالم تک لکھا ہے۔

علي بن الحسين بن علي المسعودي بخط التقي المسعودي شيعي

وكتاب مروج الذهب لا يظهر منه تشيعه والمعتمد كتبه الآخر بخط ولده المجلسي: أقول عندنا كتاب اثبات الوصية له ويدل على أنه من أكمل الشيعة وخواصهم

مروج الذہب کا مصنف مسعودی شیعہ تھا بلکہ کامل شیعہ تھا خواص شیعہ میں سے تھا۔

(أعيان الشيعة - السيد محسن الأمين - ج ٨ - الصفحة ٢٢١)

تیسرا حوالہ:

تاریخ اسلام اور میزان الاعتدال کا۔

جواب:

اور یہاں بھی چلا کی مکاری اور دھو کہ بازی خیانت کرتے ہوئے مصنف کا تبصرہ حذف کردیا جو رافضیوں نیم رافضیوں شیعوں کے باطل مردود فسادی جھوٹے مکار ہونے کی نشانی ہے۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں اس روایت کے متعلق

علوان" بن داود البجلي مولى جرير بن عبد الله ويقال علوان بن صالح قال البخاري علوان بن داود ويقال ابن صالح منكر الحديث وقال العقيلي له حديث لا يتابع عليه

ولا يعرف إلا به

علوان بن داود اس روایت کا راوی ہے امام بخاری نے کہا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے صحیح حدیث و روایت کے خلاف روایت کرتا ہے امام عقیلی نے فرمایا کہ اس کی حدیث کی کسی نے مطابقت نہیں کی۔

(میزان الاعتدال 3/108)

اور شیعہ سنی نجدی سب کا متفقہ اصول ہے کہ!

فحديثه منكر مردود

ترجمہ:

اس (غیر ثقہ) کی حدیث.و.روایت (بلا متابع بلا تائید۔

مخالفِ صحیح ہو تو) منکر و مردود ہے۔

[شیعہ کتاب رسائل فی درایۃ الحدیث 1/185]

[المقنع في علوم الحديث 1/188]

چوتھا حوالہ:

تاریخ یعقوبی کا۔

جواب:

أحمد بن أبي يعقوب اسحق (ت ٢٨٤ هـ) مؤرخ شيعي إمامي

تاریخ یعقوبی کا مصنف امامی شیعہ تھا۔

(كتاب عصر الخلافة الراشدة محاولة لنقد الرواية التاريخية وفق منهج المحدثين19)

حتی کہ شیعوں نے اسے اپنا علامہ مانا ہے

ويظهر تشيعه من كتابه في التاريخ .... أن مؤلفه شيعي

تاریخ یعقوبی کی کتب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ شیعہ تھا اور اس کے جو کتابیں ہیں ان میں شیعہ روایات ہیں

(شیعہ کتاب اعیان الشیعۃ 3/202)

پانچواں حوالہ:

الامامۃ والسیاسۃ کا۔

جواب:

الامامۃ والسیاسۃ بھی معتبر اہلسنت کتاب نہیں بلکہ متنازعہ کتاب ہے بعض نے اسے ابن قتیبہ کی تصنیف ہی قرار نہ دیا بعض نے لکھا کہ ابن قتیبہ دو تھے ایک سنی ایک شیعہ، شیعہ نے کتاب لکھی اور شیعہ اسے سنی مصنف کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں۔

(دیکھیے میزان الکتب ص275 لسان المیزان ر4460)

چھٹا حوالہ: العقد الفرید کا۔

جواب:

معتبر اہل سنت کتاب نہیں بلکہ اس میں شیعہ روایات موجود ہیں باطل روایات موجود ہیں تو اس کی روایات کو دیگر روایات کی بنیاد پر پرکھا جائے گا۔

ويدل كثير من كلامه على تشيع فيه وميل إلى الحد من بني أمية وهذا عجيب منه لأنه أحد مواليهم وكان الأولى به أن يكون ممن يواليهم لا ممن يعاديهم)]البداية والنهاية () [وقال في موضع آخر - رحمه الله تعالى - : (كان فيه تشيع شنيع ومغالاة في أهل البيت

عقد الفرید کے مصنف کی کتب میں ایسی باتیں ہیں کہ جو اس کے شیعہ ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں یہ بہت برا شیعہ تھا اہل بیت میں غلو کرتا تھا۔

(البدای والنهایہ 10/433)11/230)

اور مذکورہ واقعہ کی سند بھی نہیں لکھی۔

ساتواں حوالہ:أبو عبيدة في الأموال کا۔

جواب:

قال الأصمعى ، وقال أبو عمرو ، وفيه خمسة وأربعون حديثا لا أصل لها

ابو عبیدہ نے چالیس کے قریب ایسی حدیث بیان کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(سیر اعلام النبلاء 10/502)

لہذا اس کی بیان کردہ روایت کو پرکھا جائے گا کہ معتبر کتاب میں موجود ہے یا نہیں ہے۔

اس میں بھی سند وہی ہے جو طبری و طبرانی کی ہے جسکی تفصیل تحقیق نیچے آرہی ہے۔

اٹھواں حوالہ: کنزالعمال کا۔

جواب:

سند نہیں لکھی۔

نواں حوالہ: تاریخ طبری کا۔

جواب:

اس میں اس روایت کی دو سندیں لکھی ہیں جسکی تحقیق نیچے آرہی ہے۔

دوسواں حوالہ لأحادیث المختارۃ کا۔

جواب:

اس روایت کی سند بھی وہی ہے جو طبری طبرانی نے لکھی جس کی تحقیق نیچے آرہی ہے۔

گیارواں حوالہ:ابن عساکر کا۔

جواب:

اس روایت کی سند بھی وہی ہے جو طبری طبرانی نے لکھی جس کی تحقیق نیچے آرہی ہے۔

بارواں حوالہ: کنزالعمال کا۔

جواب:

سند نہیں لکھی۔

تیرواں حوالہ:لسان المیزان کا۔

جواب:

مکاری اور دھو کہ بازی خیانت کرتے ہوئے مصنف کا تبصرہ حذف کردیا جو رافضیوں نیم رافضیوں شیعوں کے باطل مردود فسادی جھوٹے مکار ہونے کی نشانی ہے۔

وكتبه طافحة بأنه كان شيعيا متعزليا

مروج الذہب کا مصنف اسکی کتب بھری پڑی ہیں ایسی باتوں سے کہ جو اسکے شیعہ اور معتزلی ہونے کا ثبوت ہیں۔

(ابن حجر العسقلاني, لسان المیزان,4/225)

پانچویں بات:

مذکورہ روایت کی سند یہ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنْبَاعِ رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ الْمِصْرِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، حَدَّثَنِي عُلْوَانُ بْنُ دَاوُدَ الْبَجَلِيُّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:

[الطبراني, المعجم الكبير للطبراني, 1/62

باقی تاریخ طبری میں یہ روایت مکمل سند کے ساتھ لکھی ہے طبری میں یہ دو سندیں لکھی ہیں۔

1وحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُلْوَانُ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ،

2وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمُرَادِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُلْوَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا بكر الصديق رضى الله عَنْه

(تاریخ طبری 3/431)

.قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عُلْوَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ

(الأموال للقاسم بن سلام, صفحہ 174)

ان چاروں سندوں میں واضح دیکھا جاسکتا ہے کہ سندوں میں اسکا مرکزی راوی علوان ہے، طبری کے علاوہ بھی جہاں کہیں بھی یہ روایت مجھے ملی تو اس میں یہی راوی علوان موجود تھا.....واللہ تعالی اعلم۔

سارے قصے کا دار و مدار اس علوان نامی راوی پر ہے آئیے پڑھتے ہیں کہ یہ علوان راوی کیسا تھا.... کہیں اس نے جھوٹ گھڑ کر سیدنا ابو بکر کی طرف منسوب تو نہیں کر دیا.....؟؟

قال البخاري وأبو سعيد بن يونس: " منكر الحديث

امام بخاری اور امام ابو سعید نے فرمایا کہ یہ راوی علوان منکر الحدیث(صحیح حدیث و روایات کے خلاف روایات کرتا) ہے۔

(المعجم الصغير لرواة ال إمام ابن جرير الطبري,1/388)

علوان" بن داود البجلي مولى جرير بن عبد الله ويقال علوان بن صالح قال البخاري علوان بن داود ويقال ابن صالح منكر الحديث وقال العقيلي له حديث لا يتابع عليه ولا يعرف إلا به

یہ راوی علوان منکر الحدیث(صحیح حدیث و روایات کے خلاف روایات کرتا) ہے اسکی رواہت کی تاءید کسی معتبر نے نہیں کی۔

(لسان المیز ان4/188)

منكر الحديث....وَلَا يُعْرَفُ عُلْوَانُ إِلَّا بِهَذَا مَعَ اضْطِرَابِ الْإِسْنَادِ، وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ

علوان منکر الحدیث(صحیح حدیث و روایات کے خلاف روایات کرتا) ہے،علوان کی کوئی پہچان نہیں سوائے اس کے کہ یہ اس روایت کے ذریعہ سے پہچانا جاتا ہے اس کی اس روایت میں اضطراب بھی ہے اور اس کی اس روایت کی تائید و متابعت کسی دوسری روایت سے نہیں

ہوتی۔

(الضعفاء الکبیر للعقیلي,3/421)

منكر الحديث وقال العقيلي: له حديث لا يتابع عليه، ولا يعرف إلا به

علوان منکرالحدیث (صحیح حدیث وروایات کے خلاف روایات کرتا) ہے امام عقیلي فرماتے ہیں کہ علوان کی کوئی پہچان نہیں سوائے اس کے کہ یہ اس روایت کے ذریعہ سے پہچانا جاتا ہے اوراس کی اس روایت کی تائید ومتابعت کسی دوسری روایت سے نہیں ہوتی۔

(میزان الاعتدال,3/108)

قال البخاري: علوان بن داود ويُقال: ابن صالح منكر الحديث.

وقال العقيلي: له حديث لا يتابع عليه، وَلا يعرف إلا به.

وقال أبو سعيد بن يونس: منكر

امام بخاری فرماتے ہیں کہ علوان منکرالحدیث ہے (صحیح حدیث وروایات کے خلاف روایات کرتا ہے) یہ علوان بن داود ہے اوراسے علوان بن صالح بھی کہا گیا ہے.. امام عقیلي فرماتے ہیں کہ علوان کی کوئی پہچان نہیں سوائے اس کے کہ یہ اس روایت کے ذریعہ سے پہچانا جاتا ہے اوراس کی اس روایت کی تائید ومتابعت کسی دوسری روایت سے نہیں ہوتی۔

ابوسعید بن یونس نے فرمایا کہ علوان منکرالحدیث (صحیح حدیث وروایات کے خلاف روایات کرتا) ہے۔

(لسان المیزان ت أبي غدة,5/472)

اورشیعہ سنی نجدی سب کا متفقہ اصول ہے کہ۔

فحديثه منكر مردود

ترجمہ:

اس (غیر ثقہ) کی حدیث.و.روایت (بلا متابع بلا تائید۔

مخالفِ صحیح ہو تو) منکرو مردود ہے۔

[شیعہ کتاب رسائل فی درایۃ الحدیث 1/185]

[المقنع في علوم الحديث 1/188]

نیز اس روایت کا ایک اور راوی محمد بن اسماعیل مرادی مجهول وباطل مردود ہے۔

مُحَمَّد بن إِسْمَاعِيل الْمرَادِي عَن أَبِيه قَالَ أَبُو حَاتِم مَجْهُول وَأَبوهُ مَجْهُول والْحَدِيث الَّذِي رَوَاهُ بَاطِل

مُحَمَّد بن إِسْمَاعِيل الْمرَادِی کے متعلق امام ابو حاتم نے فرمایا ہے کہ یہ اور اس کا والد مجہول ہیں اور اس نے جو حدیث بیان کی وہ باطل ہے۔

(الضعفاء والمتروكون لابن الجوزي 3/42)

مُحَمَّد بن إِسْمَاعِيل الْمرَادِي لَا يدرى من هُوَ والْحَدِيث بَاطِل

مُحَمَّد بن إِسْمَاعِيل الْمرَادِی مجہول راوی ہے اور اس نے جو حدیث بیان کی ہے وہ باطل ہے۔

(المغني في الضعفاء 2/555)

محمد بن إسماعيل المرادي. أتى بحديث باطل

مُحَمَّد بن إِسْمَاعِيل الْمرَادِی نے جو حدیث بیان کی ہے وہ باطل ہے

(لسان الميزان ت أبي غدة 6/570)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات اور مرض اور وصیت وغیرہ کے متعلق تمام احوال مستند کتب میں آئے ہیں جس میں مذکورہ واقعہ کا کچھ اتا پتہ ہی نہیں لیھذا یہ منفرد و منکر روایت مردود باطل و نا قابل حجت ہے...... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کچھ نہیں کیا اور نہ ہی کہا اور نہ ہی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وفداھا روحی کے گھر کی بے حرمتی کی...اس سلسلہ میں جو کچھ شیعہ روافض نیم روافض بیان کرتے ہیں وہ جھوٹ، مکاری دجل وفریب ضعیف جدا، منکر و مردود باطل ہے۔

تحریر :	العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر
رابطہ نمبر:	03468392475/-/03062524574